بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی
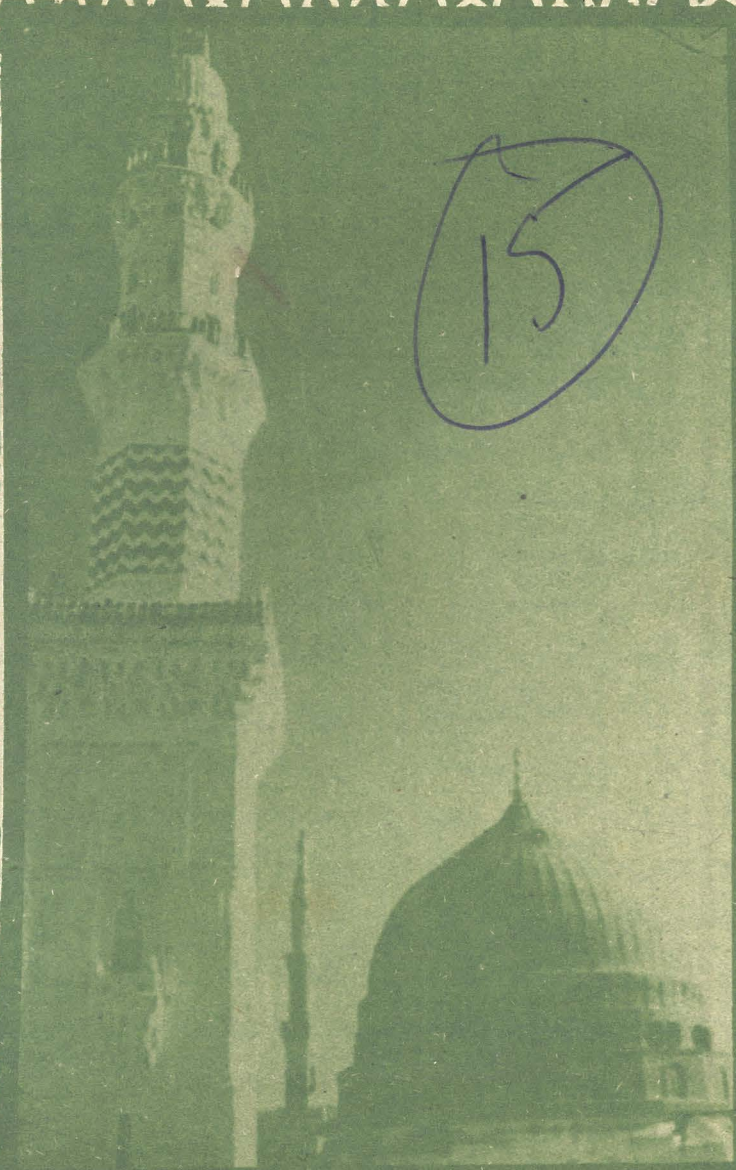
۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ ۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: «مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّنْجِیَہُ اللّٰہُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ یَضَعْ عَنْہُ» رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے، کہ جس شخص کو یہ پسند ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں سے اس کو محفوظ رکھے تو اس کو چاہیے۔ کہ وہ تنگدست کو مہلت دے یا اپنا قرض معاف کر دے (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کَانَ رَجُلٌ یُدَایِنُ النَّاسَ وَکَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاہُ اِذَا اَتَیْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَقِیَ اللّٰہَ فَتَجَاوَزَ عَنْہُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے لین دین کا معاملہ کیا کرتا تھا اور اپنے کارندے سے کہہ رکھا تھا۔ کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس جائے۔ تو اس سے درگزر کر شاید کہ اللہ تعالےٰ ہم سے (گناہ) معاف فرمائے چنانچہ (مرنے کے بعد)، جب یہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالےٰ نے اس کے گناہ معاف کر دیئے (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «حُوْسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَلَمْ یُوْجَدْ لَہٗ مِنَ الْخَیْرِ شَیْءٌ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ یُخَالِطُ النَّاسَ وَکَانَ مُوْسِرًا وَکَانَ یَاْمُرُ غِلْمَانَہٗ اَنْ یَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ. قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِکَ مِنْہُ، تَجَاوَزُوْا عَنْہُ» رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم سے پہلے حضرات میں سے ایک شخص کا اس کے مرنے کے بعد حساب لیا گیا۔ اس کی کوئی نیکی نہیں ملی۔ صرف اتنی بات تھی۔ کہ وہ لوگوں سے تجارتی میل جول رکھتا تھا۔ اور خود مالدار تھا۔ اور اپنے غلاموں کو اس نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ تنگ دست قرضدار سے درگزر کرنا (چنانچہ) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کے زیادہ مستحق ہیں (چنانچہ فرشتوں سے فرمایا)، کہ اس شخص سے درگزر کرو (مسلم)

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اُتِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِہٖ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَقَالَ لَہٗ مَاذَا عَمِلْتَ فِی الدُّنْیَا؟ قَالَ وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا. قَالَ یَا رَبِّ اٰتَیْتَنِیْ مَالَکَ فَکُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ، وَکَانَ مِنْ خُلُقِی الْجَوَازُ فَکُنْتُ اَتَیَسَّرُ عَلَی الْمُوْسِرِ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ. فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: «اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْکَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِیْ» فَقَالَ عُقْبَۃُ بْنُ عَامِرٍ وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: ہٰکَذَا سَمِعْنَاہُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بندہ جس کو دنیا میں اللہ تعالےٰ نے مال عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، دنیا میں تو نے کیا عمل کئے، فرمایا۔ چونکہ بندے اللہ تعالےٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے (لہذا) اس نے صاف صاف عرض کیا۔ اے میرے رب۔ تو نے اپنے پاس سے جو مال دیا تھا میں اس کا لوگوں سے لین دین کرتا تھا۔ اور درگزر کرنا میری عادت تھی، جو مالدار ہوتا، اس سے نرمی کرتا۔ اور جو تنگدست ہوتا اس سے معاف کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ایسا کرنے کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں میرے اس بندہ سے درگزر کرو۔ یہ حدیث سن کر، حضرت عقبہ بن عامرؓ اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہما کہنے لگے۔ کہ ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے اسی طرح سنا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، اَوْ وَضَعَ لَہٗ، اَظَلَّہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ» رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے تنگدست کو مہلت دی، یا اس کے لئے (کچھ) کمی کر دی۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سایہ کے نیچے سایہ عطا فرمائیں گے، کہ جس روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ صَفْوَانَ سُوَیْدِ بْنِ قَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَۃُ الْعَبْدِیُّ بَزًّا مِنْ ہَجَرَ، فَجَاءَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِیْلَ وَعِنْدِیْ وَزَّانٌ یَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، لِلْوَزَّانِ: «زِنْ وَاَرْجِحْ» رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابوصفوان سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں، کہ میں اور مخرمۃ العبدی مقام ہجر سے کپڑا بیچنے کے لئے خرید کر لائے (یہ سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پاجامہ کا سودا کیا، اور ہمارے پاس ایک وزن کرنے والا تھا، جو سکے (یا سونے چاندی کو، تولا کرتا تھا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے سے فرمایا۔ کہ اس کی قیمت تول دو اور کچھ زیادہ بھی تولو (امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۰ر رجب ۱۳۸۹ھ
۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۲۱

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول :
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ :
مجاہد الحسینی

بھارت میں مسلمانوں کا قتلِ عام

بربریت کسی قانون کی پابند نہیں!　　آدمیت ہے کہ لرزہ براندام ہوئی جاتی ہے

بھارت کے مسلمانوں پر یوں تو قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تھا اور پانچ کروڑ سے زائد مسلمان انتہائی بے رحم اور سخت قسم کے متعصب ہندوؤں کے نرغہ میں آ گئے تھے۔ حتیٰ کہ انہی دنوں ایک جلیل القدر بزرگ اور دنیائے اسلام کے عظیم دینی رہنما نے ایک عجیب جملہ فرمایا تھا کہ :۔

"اب بھارت میں اہلِ اسلام کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے ! اب تو اللہ ہی ان کی حفاظت کرے تو بچاؤ کی شکل پیدا ہو سکتی ہے ۔"

اس بزرگ کا فرمان آج حرف بحرف صادق آ رہا ہے اور نوبت بایں جا رسید کہ بھارت میں احمد آباد اور بڑودہ سے لے کر سورت تک پوری مسلم آبادی کو تہہ تیغ کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے ۔ اور وہاں کے ہندو غنڈوں نے ہزاروں مسلمانوں کے گھروں کو نذرِ آتش کر دیا ہے اور سینکڑوں مسلمان شہید کر کے ان کی لاشوں کو جلتے ہوئے مکانوں میں ڈال دیا ہے ۔

ہندو بدمعاشوں کے لرزہ خیز اور کرب انگیز مظالم کی خبریں پڑھ کر پتھر دل انسان بھی خون کے آنسو رونے پر مجبور ہو جاتا ہے اور حالات اس قدر خطرناک ہو گئے ہیں کہ اب اس علاقہ میں کسی مسلمان کا زندہ و سلامت بچ رہنا انتہائی مشکل دکھائی دے رہا ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے گویا پوری مسلم آبادی کو وہاں سے نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے ۔

یہ گھناؤنی اور شرمناک صورتِ حال اُس ملک کی ہے جو اپنے آپ کو جمہوری ملک کہلانے کا دعوے دار ہے اور جہاں کے اربابِ حکومت کی زبانیں یہ پروپیگنڈا کرتے خشک نہیں ہوتی ہیں کہ وہاں کی اقلیتوں کے ساتھ نہایت عادلانہ اور منصفانہ سلوک کیا جاتا ہے ۔ اگر بھارت کی لغت میں عدل و انصاف اسی کا نام ہے جس کا مظاہرہ ان دنوں احمد آباد سے لے کر گجرات کاٹھیا واڑ کے آخری علاقہ سورت وغیرہ اضلاع تک کے فرزندانِ اسلام کے ساتھ کیا جا رہا ہے تو خدا کے لئے اس "عدل و انصاف" کے بجائے "ظلم و تعدی" ہی کا سلوک اختیار کر لو تو بہتر ہے کہ وہاں کے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کی اسی سے جان بخشی ہو جائے ۔

ہماری نگاہ میں احمد آباد اور ضلع سورت کے مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے اور ان علاقوں کے مسلمانوں کو نیست نابود کرنے کے واقعات کسی اتفاقی حادثہ کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی اسے فرقہ وارانہ تنازعات کا رنگ دیا جا سکتا ہے یہ ایک گہری سازش اور خطرناک منصوبہ کا نتیجہ ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ سرزمینِ ہندوستان میں اسی علاقہ کے مسلمان صنعت و تجارت اور کاروبار میں ہندوؤں سے کہیں زیادہ فوقیت اور وقعت رکھتے تھے ۔ احمد آباد، سورت اور بمبئی کے مسلمان تاجروں میں خدا کے فضل و کرم سے ایسے ایسے سرمایہ دار بھی موجود ہیں جو وہاں کے بڑے بڑے ہندو ساہوکاروں کو "منہ مانگے دام" خرید لیں ۔ ظاہر ہے کہ تنگ نظر اور کم ظرف "ہندو بنیا" اہلِ اسلام کی بالادستی اور ان کی خوشحالی کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے ہیں خود پاکستان کا وجود ہندو سرمایہ دار کی تنگ نظری، ان کی چھوت چھات کے شرمناک طرزِ عمل کا فطری اور لازمی نتیجہ ہے —— اسی طرح ہندو سرمایہ داروں اور تاجروں کے مقابلہ میں صنعت و تجارت اور معیشت کے میدان میں مسلمانوں کی ہمہ گیر اور بلند و بالا حیثیت کو وہ کس طرح برداشت کر سکتے تھے چنانچہ یہ فسادات ہندو غنڈوں کی اسی "آتشِ حسد" کا نتیجہ ہیں جس میں آج سرزمینِ بھارت کا خوشحال ترین مسلم علاقہ بھسم ہو رہا ہے اور اس کے "زہرناک" دھوئیں سے پوری دنیا کے شریف انسانوں کا

(باقی ص۱۰ پر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا خطبۂ صدارت

مؤتمر عالم اسلامی منعقدہ کراچی،

عربی سے اردو ترجمہ کیا گیا

اس وقت عالم اسلامی کے تمام اطراف و اکناف سے مؤتمر عالم اسلامی کے مندوبین ایک ہی مقصد یعنی خدمت اسلام کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ پھر یہ مقصد چونکہ بہت سے شعبوں پر مشتمل اور ہر شعبہ کی تفصیلی مباحث طویل ہیں۔ اس لیے ارکان مؤتمر میں سے ایک منتخب جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ عالم اسلامی کے سامنے تعاون باہمی کا ایک مکمل نظام رکھے جس کے ذریعہ تمام عالم اسلام کو ایک وحدت میں منسلک کیا جا سکے لیکن ہم نے محسوس کیا کہ ہمارے عوام اس کے منتظر ہیں کہ مؤتمر عالم اسلامی کی تجاویز ان کے سامنے آ جائیں، اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ خلاصہ کے طور پر بعض اصول پہلے پیش کر دیئے جائیں۔

اُمت اسلامیہ اس وقت جتنے آفات و مصائب میں گھری ہوئی ہے ان سب کے اسباب کا مرکز اصلی ایک ہی چیز ہے اور وہ ضعف ایمان، ضعف توکل اور عقیدہ کا فساد ہے جس نے مسلمانوں کے قلوب میں روح اسلام کو فنا کر ڈالا ہے۔ اگر اپنے اسلاف کرام کی طرح ان کے دلوں میں عقیدۂ اسلامیہ مضبوط و مستحکم ہوتا تو اسلامی تعلیمات سے سرمو انحراف نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کے روشن عہد ماضی کے حالات کو موجودہ صورت میں تبدیل نہ کرے۔ بلکہ اپنا وعدۂ نصرت پورا فرماتے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا تھا۔ اس کو غالب کرتے اور ان کے خوف و ہراس کو امن و عافیت میں تبدیل فرماتے تاکہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور یہی تمام دعوت اسلامی کا اصل جوہر بلکہ کل آسمانی مذاہب کی اساس و بنیاد ہے۔ اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ پہلے اس عقیدہ کے بارے میں اپنی اصلاح کریں تاکہ توحید ان کے قلوب میں راسخ ہو جائے اور اس کے آثار طیبہ ان کی زبانوں اور اعضاء و جوارح سے ظاہر ہونے لگیں جب وہ ایسی اصلاح شروع کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل اور زیادتی توفیق کے خود کفیل ہو جائیں گے" حسب ارشاد قرآنی" اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا" پھر دوسری آیت میں ہے" اگر اللہ تعالیٰ تمہاری امداد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں ہوسکتا اور اگر اس نے تمہاری امداد چھوڑ دی تو اس کے سوا کون تمہاری امداد کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو توکل و اعتماد کرنا چاہیئے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلامیہ کی اس روح کی ہمیشہ پوری پوری محافظت فرماتے تھے اور ہر اس چیز کی کو روکتے تھے جس سے دعوت میں کوئی نقصان یا خلل پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا یعنی وہ چیزیں جو انسان کو توجہ الی اللہ سے روکنے والی یا اس میں خلل ڈالنے والی ہیں ان سب کی ممانعت فرماتے تھے۔

ہم اس جگہ بطور مثال کے مسند امام احمد کی ایک روایت حدیث نقل کرتے ہیں جس میں مذکور ہے کہ۔

ایک شخص نے کسی معاملہ میں گفتگو کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ماشاء اللہ وشئت "یعنی جو کچھ اللہ چاہے اور آپ چاہیں" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (غصہ سے) متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ کیا تو مجھے اللہ کی برابر ٹھہراتا ہے۔ یوں کہو" ماشاء اللہ وحدہ یعنی جو کچھ اکیلا اللہ تعالیٰ چاہے"۔

ظاہر ہے کہ یہ شخص مومن مسلمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے لیکن مقام توحید کی تعبیر و عنوان کو غلط کر دیا تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد و نکیر فرمایا۔ کیونکہ اس کلام میں توحید کے خلاف کا ایہام (شبہ) ہوسکتا ہے، آپ نے اس شبہ کو بھی گوارا نہ فرمایا۔ نیز ابو واقد لیثی فرماتے ہیں کہ

" ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین کے لیئے نکلے تو ہم نومسلم تھے ہمارے کفر کا زمانہ قریب تھا۔ وہاں مشرکین نے ایک بیر کے درخت کو پوجا پاٹ کے لیے مخصوص کر رکھا تھا، جس کے گرد وہ جمع ہوتے اور اپنے ہتھیار اس پر لٹکا دیتے تھے، اسی وجہ سے اس کا نام ذات انواط مشہور تھا۔ ہم جب اس کے پاس سے گذرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ جیسا مشرکین کا ذات انواط ہے ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط بنا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر یہ وہی جاہلیت کے طریقے ہیں تم نے تو وہی بات کہہ دی جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہی تھی کہ ہمارے لیے بھی ایک اور معبود بنا دیجئے جیسے مشرکین کے بہت سے معبود ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ بڑی جہالت کی باتیں کرتے ہو۔ تم میں بھی کچھ لوگ انہیں کے طریقوں کو اختیار کریں گے" (رواہ الترمذی)

تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت اسی ایک کلمہ سے شروع ہوتی تھی کہ" اے قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں" ہم بھی اس مؤتمر کی ابتدائی دعوت میں مسلمانوں کو اسی چیز کی طرف بلاتے ہیں جس کی طرف ان کے انبیاء نے دعوت دی تھی کہ" اے قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں"۔ اللہ کے سوا کسی سے فریاد نہ کرو۔

ہاں اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ شرعی اور طبعی ضرورتوں کے لیے جو اسباب اس عالم میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں ان کو بالکل چھوڑ بیٹھنا اور جائز اسباب و ذرائع کو معطل کر دینا توحید اور توکل شرعی سے اس کا

(باقی صہ ۱۶ پر)

۱۳ ر رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶ ر ستمبر ۱۹۶۹ء

توبہ کی عادت ڈالئے

کہ

اس سے رحمتِ خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا۔

اے ایمان والو! متوجہ ہو جاؤ طرف اللہ کی متوجہ ہونا سچا۔

و قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم التّائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والا گناہ سے مثل اس شخص کے لئے کہ نہیں واسطے گناہ اس کے۔

بزرگان محترم! مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے توبہ کی اہمیت آپ حضرات پر واضح ہو گئی — توبہ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی ہر شخص کو ضرورت ہے چاہے وہ کسی بلند سے بلند مقام تک کیوں نہ پہنچ چکا ہو — چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

یا ایھا الناس توبوا الی اللّٰہ فانی اتوب فی کل یومٍ سبعین مرۃ و فی روایۃٍ مائۃ مرۃ او کما قال

اے لوگو! توبہ کرو طرف اللہ کی پس میں توبہ کرتا ہوں ہر دن میں ستر مرتبہ، دوسری روایت میں فرمایا سو دفعہ۔

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطا و نسیان سے معصوم اور پاک ہیں جہنم آپ پر حرام اور جنّت آپ کے لئے فرشِ راہ ہے۔ اس کے باوجود آپؐ اس قدر توبہ فرماتے ہیں اور اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہیں تو ہم جیسوں کے لئے تو رات دن توبہ کرنا ضروری ہے — اس نکتہ کو اولیائے کرام خوب سمجھتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کا واقعہ

چنانچہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے واقعات میں آتا ہے کہ ایک رات جب کہ وہ ابھی سِن بلوغ کو بھی نہیں پہنچی تھیں، تسبیح لئے وردِ استغفار فرما رہی تھیں — ان کے والد ماجد تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ بیٹی! ابھی تو تم نیکی اور گناہ کی پہچان بھی نہیں کر سکتیں، پھر استغفار میں اس قدر انہماک کیوں ہے؟ فرمانے لگیں کہ ابّا جان! کوئی شخص اگر کسی شخص کو پانی کا ایک گھونٹ پلا دے تو پینے والا پلانے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ حالانکہ پانی پیئے بغیر بھی انسان کچھ وقت زندہ رہ سکتا ہے لیکن سانس جس پر مدارِ زندگی ہے رات اور دن میں ہزاروں مرتبہ آتا ہے۔ اس لئے ہر سانس پر اللہ رب العالمین کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے اور نہ ادا کرنا گناہ ہے۔ اس گناہ پر نادم ہو کر اللہ کے حضور میں توبہ کر رہی ہوں۔ صبح کو پھر ابّا تشریف لائے۔ دیکھا۔ تو بیٹی پھر تسبیح استغفار میں مگن ہے۔ فرمایا۔ رات کی استغفار تو سمجھ میں آ گئی تھی۔ یہ دن میں استغفار کیسا؟ کہنے لگیں کہ ابّا جی! رات میرے اور اللہ کے درمیان آپ حائل ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ کبھی وہ رات کا استغفار ریا نہ بن گیا ہو اس لئے اب میں اس استغفار پر استغفار کر رہی ہوں۔

عزیزانِ گرامی! یہ ہے اللہ والوں کے ہاں توبہ کی قدر و قیمت۔ توبہ کی قبولیت کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اس میں پہلی چیز انابت الی اللہ، دوسری کئے ہوئے گناہوں کا تصوّر، تیسری چیز اُن پر ندامت — چوتھی اس کے ہمیشہ ترک کا ارادہ، پانچویں ان پر اللہ سے معافی طلب کرنا، چھٹی طلبِ استقامت ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر صحابیؓ کی توبہ اس معیار پر پوری اترتی ہے — حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کو لے لیجئے۔ جب کعبۃ اللہ سے یہ عہد کر کے اٹھے کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر قلم کر کے لائیں گے۔ تو ظاہر ہے دنیا میں اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اللہ رب العزّت نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو وہی عمرؓ اسی تلوار کو ہاتھ میں لئے کعبۃ اللہ میں مشرکین کو چیلنج دے رہے تھے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرانا ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور مقابلہ کر لے۔ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن چکا چکا ہوں۔ لیکن کسی شخص کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

پھر حضرت عمرؓ اپنے تعلّق باللہ اور عشقِ رسولؐ میں ایسے آگے بڑھے کہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان نے اُن کے

حق میں فرمایا ہے۔
لو کان بعدی نبی لکان عمر۔
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ فرماتے ہیں۔ کہ عمرؓ میرا آسمان اور زمین کا وزیر ہے۔ اور فرمایا کہ شیطان عمرؓ کے سائے سے بھاگتا ہے۔ یعنی جہاں عمرؓ ہوگا وہاں شیطان نہیں جا سکتا۔

حضرات! یہ ہیں سچی توبہ اور عشق خدا و رسولؐ کی برکات۔ لیکن آج کل مسلمان گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھ رہے تو توبہ کی توفیق کیونکر ہو۔ ایک وقت تھا کہ اللہ کے بندے ہر سانس کا حساب دینے کے لئے توبہ کرتے تھے لیکن اب گناہوں کے انبار اکٹھے کرنے کے بعد بھی توبہ کے نزدیک نہیں جاتے ـــــ حالانکہ اللہ تعالٰے کو بندے کی توبہ بہت عزیز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ مثال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص ریگستان میں سفر کر رہا ہو اور اس کا سامان خورد و نوش اور زاد سفر سے لدا ہوا اونٹ گم ہو جائے۔ وہ آدمی اُسے تلاش کر کرکے مایوس ہو جائے اور موت اسے سامنے نظر آنے لگے اور وہ تھک ہار کر لیٹ جائے اور اس کی آنکھ لگ جائے۔ جب بیدار ہو تو اس کی سواری اس کو سامنے نظر آئے تو جتنی خوشی اس شخص کو اپنے اونٹ کے مل جانے کی ہو گی اس سے کہیں زیادہ خوشی اللہ تعالٰے کو اپنے بندہ کے توبہ کرنے پر ہوتی ہے۔

اس مقام پر یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ توبہ کا دروازہ موت کے آخری سانس تک کھلا رہتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ والاعتبار بالخواتیم۔ اعتبار خاتمہ پر ہے۔ جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا وہ فائز المرام ہے۔ چاہے اُس کی زندگی کیسی ہی کیوں نہ گذری ہو۔ اس کے برعکس ایک شخص کی ساری زندگی ذکر و شغل میں گذری لیکن موت کے وقت اپنی کسی بھول اور گناہ کی شامت کی وجہ سے ایمان نصیب نہ ہوا تو ساری زندگی اکارت گئی۔ آج کا دَور فتن و الحاد اور زندقہ کا دَور ہے غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دَور کے لئے فرمایا تھا۔

یصبح مومنا ویمسی کافرا۔

ایک آدمی صبح کو تو ایماندار ہوگا اور شام کو کافر ـــــ اور کوئی شام کو ایمان دار ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔

چنانچہ ہم سب کو اقوال و افعال میں احتیاط برتنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی قول یا فعل رضائے الٰہی کے خلاف سرزد ہو جائے اور ہمارے لئے توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ جیسا کہ ثعلبہ کے ساتھ ہوا۔

ثعلبہ کا واقعہ

ثعلبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اموال میں برکت کی دعا کرائی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی۔ جب ثعلبہ کے مال و دولت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا محصل زکوٰۃ کے وصول کرنے کے لئے ثعلبہ کے پاس پہنچا۔ ثعلبہ نے کہا کہ کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر بھی بیگار عائد کر دی ہے۔ جب اس بات کی اطلاع بارگاہِ نبوتؐ میں گئی تو زبانِ نبوت سے ارشاد ہوا "ثعلبہ! تُو ہلاک ہو گیا"۔ ثعلبہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو خوف زدہ ہو گیا اور مال زکوٰۃ لے کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پہنچا۔ لیکن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اب منشاء ایزدی کے مطابق اب نہ تیرا مال قبول ہو سکتا ہے اور نہ تیری زکوٰۃ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو سکتی ہے ـــــ اس پر ثعلبہ زندگی بھر پچھتاتا رہا۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد یہ بارگاہِ صدیقیؓ میں حاضر ہوا لیکن جس کے مال کو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رد فرما دیا ہو اسے صدیق اکبرؓ کیونکر قبول کر سکتے تھے۔ چنانچہ ثعلبہ اسی طرح بارگاہِ فاروقیؓ و عثمانیؓ میں حاضری دیتا رہا لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی منشاء کے خلاف ہوتی۔ نتیجتاً عہد عثمانی میں ثعلبہ کا خاتمہ اسی طرح ہو گیا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوئی ـــــ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہی قرار دی جا سکتی ہے کہ ثعلبہ نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کی اہانت کی تھی۔ اور اللہ نے اس کی توبہ قبول نہ کی۔

اللہ تعالٰے ہم سب کو بھی اور تمام مسلمانوں کو بھی اہانتِ قولِ رسولؐ سے بچائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

محترم حضرات! یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسان پر اور ملک و قوم پر جو بھی ابتلاء آتی ہے وہ سب شامتِ اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

پس مسلمان قوم کے سروں پر مصائب کے جو بادل منڈلا رہے ہیں ان کا باعث مسلمانوں کی بے راہروی، بےعملی اور سرکشی ہے ـــــ اگر ہم ہر وقت اپنے گناہوں پر استغفار کرتے رہیں اور بے عملی کو ترک کر کے عملی زندگی اختیار کریں تو انشاء اللہ دنیا کی کوئی قوم مسلمانوں کو ہرگز زیر نہیں کر سکتی۔

ہمارے حضرت قطب العالم حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام متوسلین کو بیعت کے بعد دو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ بلاناغہ استغفار کی دو تسبیحیں پڑھا کریں ـــــ نیز فرمایا کرتے تھے کہ استغفار پڑھنے سے گناہ جھڑتے اور رحمتِ خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور انسان کی دنیا و آخرت بہتر ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالٰے ہم سب کو کثرت استغفار کی عادت ڈالنے اور اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین!

مجلسِ ذکر

۱۲ر رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۹ء

خود بھی جہنّم سے بچو اہل و عیال کو بھی بچاؤ

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ : محمّد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ه (التحریم ع۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

مومن کی نشانی جہنم سے بچاؤ کی تدبیر وہی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں پیش فرمائی ہے ان کی پہلی چیز یہی ہے مومن کی نشانی، يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ - کہ اللہ پر بن دیکھے ایمان لاتا ہے۔ یہودیوں کی طرح یہ نہیں کہتا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (البقرہ ۵۵) اے موسیٰ! آنکھوں سے دکھا، تب مانیں گے، تیری باتوں پر ہم یقین نہیں کرتے۔ مومن کی شان یہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی انسان نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ کی تجلّی کی تاب موسیٰ علیہ السلام جیسی شخصیت نہیں لا سکی تو ہم آپ کیا چیز ہیں؟ رویتِ رب العالمین جنّت میں نصیب ہو گی، اس وقت اللہ تعالیٰ اور آنکھیں دیں گے جن سے اللہ کی دید نصیب ہو گی، ان مٹی کی آنکھوں میں طاقت نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں لیکن ان آنکھوں کے حاصل کرنے کے لئے اس دنیا سے اپنے ساتھ توشۂ آخرت سمیٹ کر جانا اور اس دنیا سے ایمانِ کامل ساتھ لے جانا ضروری ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا خود بھی جہنم سے بچو، اہل و عیال کو بھی جہنم سے بچاؤ، اور وہ آگ جہنم کی ستّر گُنا اس آگ سے زیادہ ہولناک ہے۔ پھر اس عذاب کی شکل یہ ہو گی، کہ انسان کو موت نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ ایذا اور سزا دینے کے لئے دوبارہ جان عطا فرماتے چلے جائیں گے۔ اس دنیا کی موت کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ اگر انسان عبادت گذار ہے، شب بیدار ہے، خدا کا وفادار ہے تو رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ط اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔ اگر نافرمان ہے، اگر خدا کا اور خدا کے رسولؐ کا ناقدردان ہے تو اس کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ ط (اللہ تعالیٰ اس عذابِ الیم سے بچائے اور عذابِ دوزخ سے بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)

نماز کا حکم دوسری چیز ہے يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کہ صرف نماز پڑھتے پڑھاتے ہی نہیں بلکہ نماز قائم کرتے ہیں۔ یعنی گھر میں بچّہ ہو، بچی ہو، سات سال کے بعد نماز شروع کراتے ہیں، دس سال کا ہو جائے تو زبردستی پڑھاتے ہیں، اُن کے دائرۂ اختیار میں جہاں تک ہو سکے لوگوں کو پیار سے، محبت سے، شفقت سے نماز کی طرف بلاتے ہیں اور جب تک دنیا کے اندر وہ اس کام کو کرتے رہیں گے ان کو اپنا بھی اجر، اور جن کو راہِ راست پر لائے، ان کا اجر بھی ملے گا، دنیا سے چلے جائیں گے تو وہ ان کے لئے صدقۂ جاریہ بن جائیں گے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ — کوئی نیکی کی طرف رغبت دلاتا ہے، نیک کام کراتا ہے، نیک کام کرانے والے کا اتنا ہی حصّہ ہے جتنا نیک کام کرنے والے کا۔ نیک کام کرنے والے کے اجر میں کمی نہیں ہو گی۔ اس لئے ہم سب کو اپنے اس فریضے کی طرف بطورِ خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اکثر مسلمانوں کی عادت ہے کہ بیوی نماز پڑھے نہ پڑھے، پرواہ نہیں، بچّہ نماز پڑھے نہ پڑھے، پرواہ نہیں۔ ایک مدّت ہے بلوغ سے قبل کی، اس میں اگر سستی ہو جائے تو قابلِ معافی ہے۔ لیکن بعد از رشد و ہدایت جبکہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں، پھر اگر آپ اس پر توجّہ نہ کریں، تو آپ بھی اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اس کی سزا بھگتنی پڑے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خود بھی جہنم سے بچو، قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اور اپنے اہل و عیال کو بھی جہنم سے بچاؤ۔ اسی لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وقت سے پہلے نماز کا پابند بناؤ۔ وقت آنے سے پہلے ان کی گھٹی میں نماز ڈال دو۔ پھر جب ان کی رشد و ہدایت اور بلوغت کی عمر آئے گی تو وہ خود اس پر قائم ہو جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی اولادوں کو اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور جو ہمارے گمراہ بھائی ہیں، جن کے عقیدے بھی درست نہیں، عمل بھی درست نہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے اعتقادات اور اعمال درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ کُل دنیا کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ معاملات کی درستی کی توفیق دے)

کامل رہنما صحیح بات تو یہ ہے کہ قرآن اور حدیث صرف نماز روزہ ہی کی نہیں بلکہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک ہر قسم کے جو اس کو حادثات اور واقعات، ہر قسم کے معاملات جو اسے پیش آتے ہیں، سب میں اس کی مکمل رہنمائی کرتے ہیں۔ وہ معاشیات کے معاملات ہوں یا اقتصادیات کے، انسان کے اخلاقیات سے تعلق رکھتے ہوں یا عبادات سے، اعتقادات سے یا انسان کی موت و حیات سے، سیاسیات سے وابستہ ہوں یا کسی اور دنیوی

معاملات سے، سب چیزوں میں اللہ نے اور اللہ کے رسولؐ نے آپ کی کامل اور مکمل رہنمائی کی ہے

عمل ہی اصل چیز ہے

سب سے بڑی ذمے داری جو ہم سب پر اجتماعی طور پر عائد ہوتی ہے، وہ تبلیغ اسلام کی ہے یعنی ہمیں۔ ہر مسلمان کو قولاً فعلاً، علماً عملاً ایک سچا اور کھرا مسلمان مبلغ ہونا چاہیے اور سب سے پہلے تبلیغ اپنے گھر سے شروع کرنی چاہیے، خیرات اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ اول خویش بعدہ درویش۔ اسی کی آج دعوت دی جا رہی ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ سب سے پہلے اپنے بچوں کو نمازی بناؤ خود نمازی بنو۔ جو شخص اپنے گھر میں اسلام قائم نہیں کر سکا وہ دنیا میں کیا اسلام قائم کرے گا، جو شخص اپنی ذات پر، ڈیڑھ فٹا دو فٹا، چھ فٹا، سات فٹا، جو انسان ہے، سات فٹ کے اندر اندر اگر اسلام کو، دین اسلام کو قائم نہیں کر سکا اور اس اپنے نفس کو تبلیغ اسلام پر آمادہ نہیں کر سکا۔ اپنے نفس کو عملی اسلام پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ وہ دوسروں کی کیا بھلائی اور کیا اُن کی رہنمائی کرے گا ؎

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

اس لئے خیرات اپنے گھر سے، عمل اپنی ذات سے اور اصلاح اپنے نفس سے شروع کرنی چاہیئے۔ درخت اپنے پھل سے، انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے جو اپنا عمل وکردار ہوگا۔ وہی دنیا میں نمونہ بن جائے گا۔ اگر مسلمان اچھے اخلاق کے مالک ہوں گے لوگ اسلام کی، مذہب کی بھی تعریف کریں گے۔ اور اگر آپ کے اخلاق برے ہوں گے۔ تو لوگ کہیں گے یہی اسلام ہے جس پہ یہ عمل کرتا ہے؟ تو ہماری وجہ سے اسلام بھی بدنام ہوتا ہے، ہمارا ملک بھی بدنام ہوتا ہے اس لئے ہم کو اسلام کی لاج رکھنے کے لئے کم از کم اپنی ذات کی قربانی دینی چاہیے یعنی با دل ناخواستہ بھی اگر کرنا پڑے تو اللہ تعالےٰ کی رضامندگی کے لئے کر گزرنا چاہیے۔ تکلیف بھی طبیعت کو ہو، جیسا بھی ہو۔ اسی لئے یہی ہے، كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران ۱۱۰) کہ تم ساری اُمتوں میں سے بہترین امت ہو ساری دنیا کی قوموں میں سے بہترین قوم ہو۔ اس لئے پیدا کئے گئے ہو، اٹھائے گئے ہو، برپا کئے گئے ہو کہ ساری دنیا میں پیغام ہدایت دو، ساری دنیا میں نیکی پھیلاؤ، بدی مٹاؤ، تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ نیکی کا حکم دو لوگوں کو، وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، اور برائی سے روکو، جو خود نہیں رُک سکتا۔ ؏

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند، وہ دوسروں کو کیسے روک سکتا ہے؟ ایک شخص خود چور ہے، دوسروں کو کیسے کہہ سکتا ہے چوری مت کرو، ایک شخص خود بے نماز ہے، دوسروں کو نماز کی تلقین کیسے کر سکتا ہے۔ اور اگر کرے بھی تو دنیا نہیں کہے گی میاں! چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے جس میں خود ستر بہتر چھید، جو خود بے نماز ہے، جو خود بدعمل ہے، جو خود وقت کی قدر نہیں کرتا، جو خود نافرمان ہے، دوسروں سے فرمانبرداری کی اُمید کیسے رکھتا ہے، پھر جو اللہ تعالےٰ کا خود نافرمان ہے، اپنی اولاد سے کیسے توقع رکھتا ہے۔ کہ وہ فرمانبردار ہوگی۔ جو اللہ کا نافرمان ہے اُس کی اولاد اُس کی اور اُس کے مالک کی دونو کی نافرمان ہوگی۔ جو خود حلال نہیں کھاتا، اولاد سے کیا توقع رکھ سکتا ہے۔ کہ وہ حلال روزی کمائے، اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے نفس کو مارنا ہے، اپنے نفس کو مٹانا ہے، اپنے نفس کو اللہ کی شریعت پر عمل کے لئے آمادہ کرنا ہے۔ اگر اُس میں کچھ کوتاہی ہے تو پھر یہی اللہ والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا مقصد ہے کہ جو کوتاہی ہے، خامی ہے، وہ اُس پر سرزنش کریں گے، وہ نصیحت کریں گے وہ اس پر حق اور باطل کی حقیقت واضح کریں گے، خود بھی عمل کریں گے، اُس سے بھی عمل کرائیں گے تو انشاء اللہ۔ جب نیت بخیر ہوگی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو میری طرف چل کے آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑ کے جاتا ہوں، سو جو کوشش کرے گا اور طلب بھی صادق ہوگی، تو اللہ تعالےٰ کبھی اُس کی محنت رائیگاں نہیں کریں گے۔

نجات اللہ کے فضل پر ہے

لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف کلمہ پڑھ لیا۔ اور جان چھوٹ گئی، یہ بات نہیں، بقول علامہ اقبال ؎

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اسلام کی لاج رکھنا، یہ آسان نہیں ہے لیکن آپ کوشش کریں گے تو اللہ تعالےٰ آسان ہی کر دیں گے، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (الم نشرح ۶) آسانی کے ساتھ دشواری ہے، دشواری کے ساتھ آسانی اللہ نے لگا رکھی ہے۔ جو چیز آپ کو دشوار لگتی ہے اگر آپ اس پر عمل پیرا ہو جائیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ وہ آسان ہو جائے گی قرآن میں اللہ نے فرمایا، اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ (البقرہ ۴۵) یہ اسلام پر عمل، یہ نماز روزہ بہت بوجھل ہے، لیکن کن کے لئے؟ منافقوں کے لئے۔ لیکن، اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ (البقرہ ۴۵) خشوع خضوع کرنے والوں کے لئے کوئی بوجھل نہیں، کوئی بار نہیں، کوئی دشواری نہیں، اُن کو تو ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار ہوتا ہے۔ پانچ نمازیں لوگ پڑھتے ہیں۔ یہ سات نمازیں پڑھنے کے بعد سیر نہیں ہوتے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو امام الانبیاء ہیں، اُن کے تو پاؤں متورم ہو جاتے ہیں اور دل اُن کا سیر نہیں پاتا۔ حضورؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہؐ نجات انسان کے عمل پر ہے یا اللہ کے فضل پر؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے فضل پر؟ حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپؐ کی بھی نجات آپؐ کے عمل پر ہے یا اللہ کے فضل پر؟ آپؐ نے فرمایا میری نجات بھی اللہ کے فضل پر ہے۔ یعنی جتنا بھی عمل خیر ہو جائے یہ اللہ کا فضل سمجھیں ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت گزاشت

یہ ہمارا کمال نہیں، یہ اُس کی مہربانی ہے۔ کہ ہم سے نیکی کرالی، لیکن عمل پر گھمنڈ نہیں، اللہ کے فضل پر امید ہونی چاہیئے جتنی بھی عبادت ہو وہ کم ہے، لیکن امید اللہ کے فضل پر لگائیں، کیونکہ کوئی پتہ نہیں، انسان ساری زندگی نیکیاں کرتا رہا، ایک قدم ابھی جنت سے باہر تھا۔ کہ کوئی غلطی سرزد ہوگئی۔ تو جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے (اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ) اللہ تعالیٰ شیطان کے اغواء سے بچائے۔ کیونکہ یہ لعین ہر وقت ہمارے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اور بعض اوقات انسان جہنم میں چلا جا رہا ہے، ایک قدم جہنم سے باہر تھا کہ اللہ نے توبہ کی توفیق عطا فرما دی ؎

نومید ہم مباش کہ رنداں بادہ نوش
ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

دعا اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس پاکستان کو جو

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

(بحث ومذاکرہ)

دُنیا کی وحدتِ لسانی کا نظریہ یہودی سازش کا نتیجہ ہے

نسلِ انسانی میں زبان اور رنگ کا اختلاف قدرتِ خداوندی کا معجزہ ہے

جناب محمد مسعود ناظم اعلےٰ اوقاف حکومتِ مغربی پاکستان

زبان اور انسان کا رشتہ ایسا ہے جیسے روح اور بدن کا۔ زبان کے ذریعے ہی انسان درجہ انسانیت تک پہنچا ہے اور اسی کی وجہ سے دنیائے حیوانات میں انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ حاصل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نعمتوں کے تذکرے میں جہاں تخلیق آدم کی نعمت کا ذکر کیا اس کے ساتھ ہی زبان (یعنی بیان) کو بھی نعمتِ خداوندی قرار دیا۔

ظاہر ہے کہ اس نعمت کے بغیر انسان کی تکمیل ناممکن تھی چنانچہ جب انسانی گروہ جگہ جگہ آباد ہوئے وہاں کے مقامی حالات اور ضروریاتِ زندگی کے مطابق ان کی مختلف زبانیں بھی مرتب ہوئیں۔ جن میں کہیں مماثلت تھی اور کہیں اختلاف۔ اس اختلاف زبان کی بنا پر مختلف گروہوں نے جداگانہ حیثیت اختیار کر لی۔

اختلاف زبان کی وجہ سے جو بیگانگی اور لڑائی مختلف گروہوں میں شروع ہو گئی۔ اس سے نوع انسانی کو بہت پریشانی ہوئی۔ چنانچہ اختلاف کو ختم کرکے مختلف گروہوں کی ایک زبان بنا دینے کی جستجو ہزاروں سال پہلے شروع ہوئی اور مختلف زبانوں میں ماہرین نے بنی آدم کو ایک زبان کے ذریعے متحد کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن یہ تمنائے خام پوری نہ ہو سکی۔

اس بارہ میں یہودی قوم نے انتھک جستجو کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک دنیا کو ایک زبان میں پرو دینا مذہبی فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے جیساکہ تورات میں آیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور ایک زبان دی اور جب انہوں نے سیڑھی لگا کر اللہ تعالیٰ کے قریب آنا چاہا تو اللہ نے ان پہ عذاب نازل کیا اور ایک زبان کی بجائے کئی زبانیں کر دیں تاکہ وہ ایک دوسرے کو سمجھ نہ سکیں۔"

یہودیوں کے نزدیک اس عذاب الٰہی سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ مختلف زبانوں کو مٹا کر سب کی ایک زبان کر دی جائے چنانچہ اپنے مابین یہودی شدت کے ساتھ اس پہ عمل پیرا ہیں جہاں کہیں بھی آباد ہوں وہاں کی بولی کو چھوڑ کر یہ اپنی خود ساختہ بولی گھروں میں استعمال کرتے ہیں اور یہودی سرمایہ دار ایک مدت دراز سے اس کوشش میں ہیں کہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے ساری دنیا کو بھی یک زبان کیا جائے اور لاکھوں ڈالر کے صرفہ سے انہوں نے ایک نئی زبان جس کا نام "سپرانٹو" ہے۔ وضع کی ہے۔ اس نئی زبان کو دنیا میں رائج کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے لیکن انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔

یہودیوں کی اس تحریک سے دنیا کو اگرچہ کوئی فائدہ نہیں ہوا لیکن یہودیوں کو فائدہ ضرور پہنچا ہے اس لیے کہ ان کی مقابل قومیں عیسائی اور مسلمان اس تحریک سے متاثر ہو کر مدت دراز سے ایک زبان جاری کرنے کی ناکام کوشش میں الجھ گئی ہیں۔ کئی ایک قوموں کی زندگی کا بہت لمبا حصہ اس بیکار کوشش میں ضائع بھی ہو چکا ہے۔ مثلاً یورپ میں لاطینی زبان کے ذریعے مختلف قوموں کو یک زبان کرنے کی کوشش قریباً ایک ہزار سال تک لوگوں کے لیے عذاب جان بنی رہی اپنی اپنی زبانوں کو چھوڑ کر لاطینی زبان کو اپنانے کی کوشش میں کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کا قیمتی حصہ ضائع ہوگیا اور ہر طرف جہالت پھیل گئی۔ بالآخر اس جھوٹ کا طلسم ٹوٹا اور کوئی دو سو سال سے یورپ کی مختلف قوموں نے اس ناممکن نظریہ کو خیرباد کہا اور اپنی اپنی زبانوں میں ترقی کی راہ پہ قدم رکھنا شروع کیا ہے جن زبانوں کو دہقانی اجڈ اور نامکمل کہا جاتا ہے وہی زبانیں اب ان کے دل و دماغ کی کا باعث بن گئی ہیں۔

اس کے علاوہ جب کسی بڑے ملک پہ کوئی غیر ملکی قوم قابض ہوتی ہے تو وہاں کے باشندے اس بات پہ مجبور ہوتے ہیں کہ اپنے حکمرانوں کی زبان سیکھیں تاکہ انہیں ملازمت اور روٹی مل سکے اور حکمرانوں کا قرب بھی نصیب ہو ان خاص لوگوں کی وجہ سے یہ خاص زبان مختلف علاقوں میں رائج ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو سمجھنے لگتے ہیں۔ ان معدودے چند خاص لوگوں کو آپس میں ملتے جلتے دیکھ کر باقی تمام لوگوں میں یہ مغالطہ پیدا ہونے لگتا ہے کہ وہ بھی اس طرح ایک مشترک زبان کے ذریعے یک زبان بن سکتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ خاص لوگ محض خاص مراعات اور خاص حالات کی وجہ سے ایسی اہلیت پیدا کر لیتے ہیں تاہم ان کی پرائیویٹ زندگی۔ روحانی و جذباتی تقاضے صرف اپنی اصل زبان سے ہو، پورے ہو سکتے ہیں۔

در اصل اس قسم کے مغالطوں کا پھیلنا حکمران قوم کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ محکوم قوم کے نوجوانوں کی علمی ذہانت نئی زبان سیکھنے میں ختم ہو جاتی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں نوجوان پریشان حال ہو جاتے ہیں اور عمر بھر احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں جس سے ان کی جرأت اور ہمت پست ہو جاتی ہے اور وہ حکمرانوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جانے کے قابل نہیں رہتے یہ خاص لوگ ہرچند کوشش کرتے رہتے

ہیں کہ اس قسم کے مغالطے میں لوگ گرفتار رہیں تاکہ حکمرانوں کے چلے جانے کے بعد بھی یہ خاص طبقہ لوگوں پہ غالب رہے مثال کے طور پہ ہمارے فارسی دان حکمرانوں کے چلے جانے کے بعد اس خاص طبقے نے فارسی زبان کو جاری رکھنے کی ہر چند کوشش کی اور لوگوں کو "مغالطے" میں گرفتار رکھا۔ بالآخر جب فارسی کا خاتمہ ہوا تو جھٹ سے انھوں نے نئی انگریزی زبان سیکھ لی اور لوگوں پہ مسلط ہو گئے

جہاں یہودیوں کی آسمانی کتاب یہ اعلان کرتی ہے کہ زبانوں کا اختلاف عذاب الٰہی ہے اس کے مقابلہ میں میں قرآن نے یہ اعلان کیا ہے کہ زبانوں کا اختلاف تو اللہ تعالےٰ کا معجزہ ہے۔ وَمِنْ آیَاتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ (سورۃ روم)

قرآن مجید نے ایک سائنسی حقیقت کو نہایت سادگی اور صفائی کے ساتھ پیش کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جیسے تمہاری جدا جدا نسلیں اور رنگ اللہ کے معجزے ہیں۔ ویسے ہی تمہاری جدا جدا زبانیں مختلف انسانی گروہوں کے نشو و نما اور ارتقاء کے ساتھ ساتھ زمانہ قدیم سے چلی آتی ہیں اس لیے سب کو ایک زبان بنا دینے کی کوشش نہ صرف عملی طور پہ ناکام ثابت ہو چکی ہے بلکہ علمی اعتبار سے بھی غلط تصور ہوئی ہے۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ زبان فی نفسہٖ اپنا کوئی وجود نہیں رکھتی۔ اس کا وجود مرہون منت ہے انسانی وجود کا اور جب انسان پھیلتے ہیں ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لوگ جاتے ہیں تو ان کے ساتھ ساتھ ان کی زبان بھی نئے علاقوں میں جاری ہوتی ہے۔ حالات زندگی کے تغیر کے ساتھ زبان میں تغیر بھی آتا ہے اور یہ سلسلہ ارتقائی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں نمایاں تبدیلی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ نئے لوگ نئی زبان لے کر آتے ہیں اور پرانوں میں گھل مل جاتے ہیں۔ اگر حاکم محکوم کا رشتہ قائم ہو جائے تو نئی زبان جلدی پھیل جاتی ہے۔ مگر عارضی طور پہ اور جیسے ہی حاکم لوگ وہاں سے نکالے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ ان کی زبان بھی ملیا میٹ ہو جاتی ہے۔

لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محکوم لوگ مستقل طور پہ اپنے حکمرانوں کی زبان کو اپنا لیتے ہیں لیکن اس صورت حال کے پیدا ہونے میں کئی صدیاں لگ جاتی ہیں تاہم اس کیلئے بھی لازمی ہوتا ہے کہ حاکم قوم کی شادی بیاہ کے ذریعے نسل کشی کرے اور ایک ایسی نسل نئی پیدا کر دے جو تعداد میں خواہ کم کیوں نہ ہو لیکن سیاسی غلبے کی وجہ سے باقی آبادی کی زندگی کے اہم شعبوں پہ چھا جائے۔

زبان کب اور کیسے وجود میں آئی یہ اتنا مشکل معمہ ہے جتنا کہ انسان کی تخلیق کا جسے ماہرین انسانی آج تک حتمی طور پہ حل نہیں کر پائے۔ بہرصورت ایک بات مسلم ہے کہ زبان اور انسان کا رشتہ ازلی و ابدی ہے۔ اس لیے کسی گروہ انسانی کی زبان بدل نہیں سکتی جب تک کہ اس گروہ کی ہیئت ترکیبی نہ بدلے یعنی یا تو یہ گروہ بالکل تتر بتر ہو جائے اور اس کا وجود ہی باقی نہ رہے اور یا یہ کہ اس کے اندر بڑی تعداد میں باہر کے لوگ آکر خلط ملط ہو جائیں اور یہ اختلاط بھی ایسا زوردار ہو کہ نہ صرف شادی اور نسل کشی بلکہ معاشی و سیاسی زندگی کے شعبوں میں نئے لوگوں کو فوقیت حاصل ہو جائے۔ اس صورت میں کئی صدیاں بعد وہاں کی زبان میں نمایاں تبدیلیاں ہو سکیں گی۔ اس کے بغیر کسی اور طریق سے ایک گروہ انسان کی زبان کو بدلنے کی کوشش ایسی ہے جیسے آسمان کو زمین پہ کھینچ کر لانا۔

(۱) بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے نزدیک ہر گروہ انسان کی زبان اللہ کا معجزہ ہے۔ اور قابل احترام ہے۔

(۲) جیسے رنگ و نسل کا اختلاف اللہ کا معجزہ ہے ویسے ہی زبانوں کا اختلاف۔

(۳) یہودیوں کے نزدیک زبان کا اختلاف عذاب الٰہی ہے لیکن قرآن نے اس نظریہ کو باطل قرار دیا ہے۔

(۴) مختلف زبانوں کو ایک کرنے کی کوشش زمانہ قدیم سے جاری ہے لیکن یہ کوشش ناکام ثابت ہوئی ہے اور علمی اور سائنسی اعتبار سے یہ کوشش ناقص ثابت ہوئی ہے۔

(۵) یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کسی گروہ انسان کی زبان کا بدل جانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس گروہ کی ہیئت ترکیبی میں نمایاں تبدیلی واقع نہ ہو۔

(۶) اس لیے مصنوعی طریقوں سے زبان کو تبدیل کرنا یعنی احکامات حکومت یا کتاب یا اخبار یا ریڈیو وغیرہ کے ذریعے امید رکھنا کہ کوئی گروہ انسانی اپنی زبان ترک کر دے گا اور نئی زبان اختیار کرے گا اُمید موہوم ہے۔

اس کا ثبوت۔ پنجاب میں اُردو زبان کی صد سالہ تاریخ سے ملتا ہے ایک سو سال ہو گیا ہے اُردو زبان سکول دفتر عدالت اخبار ریڈیو اور دیگر کئی ہزار طریقوں سے رائج کی جا رہی ہے لیکن اس سو سال میں سو میں ایک خاندان بھی اردو زبان کو اختیار نہیں کر سکا بلکہ جو سینکڑوں ہزاروں خاندان اُردو زبان ساتھ لے کر آئے تھے ان کے بچے اب پنجابی بولتے نظر آتے ہیں ایک دو نسلوں کے بعد ان کی گھریلو بولی بھی پنجابی ہو جائے گی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ یورپ نے ایک ہزار سال لاطینی کے ذریعہ مختلف انسانی گروہوں کو یک زبان کرنے کی کوشش کی اور بالآخر انہیں توبہ کرنی پڑی اب ان کی اپنی اپنی گروہی زبانوں کے ذریعے ترقی کے دروازے کھلے ہیں اور چاند تک انہوں نے کمند ڈالی ہے یورپ کی تاریخ میں زبان کے مسئلے پر کافی مواد موجود ہے جس کا مطالعہ ہمارے لیے ضروری ہے چونکہ ہر گروہ انسانی کی زبان اللہ کا معجزہ ہے اس لیے اپنی اپنی زبان کا احترام ہم پہ لازم ہے اپنی زبان کو ترک کرنا یا زندگی کے اہم شعبوں سے اسے خارج کرنا ہمارے زوال کا سبب ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے معجزے کا انکار ہمارے لیے باعث عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

مزید بریں دنیا میں بہت سارے

(باقی صد ۱۲ پر)

اساسِ ملّت

از: حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی

دنیا کی وہ تمام عظیم الشان قومیں جنہوں نے دنیا میں کوئی بڑا کام کیا ہے، جو دنیا میں کوئی بڑا کام کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے پورے نظام ہستی کو کسی ایک قانون پر مبنی کریں۔ اور اپنی تمام منتشر قوتوں کو کسی ایک اصول کے تحت مجتمع کریں — زندگی کے سینکڑوں شعبے اور بقائے ہستی اور ترقی کے ہزارہا شاخ در شاخ اعمال جو دیکھنے میں تمام تر منتشر، پراگندہ متفرق اور ایک دوسرے سے الگ نظر آتے ہیں، ان سب کے درمیان ایک واحد نظام، ایک متحدہ اصول، ایک مشترکہ جامعیت پیدا کریں جس کا شیرازہ متفرق و پراگندہ اوراق کو ایک منتظم کتاب بنا دے۔

دنیا جب سے بنی ہے تب سے آج تک ہزارہا قومیں پیدا ہوئیں اور مری ہیں، لیکن کسی قوم نے اس وقت تک ترقی نہیں کی ہے جب تک اُس کے اندر اس کی زندگی کا کوئی واحد نظام نہیں پیدا ہؤا ہے اور کسی واحد متخیلہ نے ان کے اندر یہ اہمیت نہیں پیدا کر لی ہے کہ وہ اس کے تمام افراد کی زندگی کی غرض و غایت اور اس کے تمام اعمال کا مرکز و مرجع اور جہت و قبلہ نہ بن گیا ہو، وہی واحد متخیلہ بڑھ کر واحد جماعت اور اس سے بھی زیادہ پھیل کر ایک واحدِ ملت کی تخلیق و تکوین کرتا ہے۔

ہم اس کو ایک مثال میں سمجھانا چاہتے ہیں —— روم کی سلطنت کا آغاز ایک گاؤں سے ہؤا اور رفتہ رفتہ یہ نقطہ بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ صدیوں میں ایک عظیم الشان دائرہ بن گیا۔ اس دائرہ کا نقطۂ خیال مرکز اتحاد، جہتِ اشتراک، اساس جامعیت "رومیت" قرار پائی۔ جس نے رومیت کے اصول کو تسلیم کیا، اس کو شہر روم کے باشندوں کے حقوق عطا ہوئے۔ اور جس نے قبول نہ کیا یا جس کو یہ شرف خود رومیوں نے عطا نہیں کیا وہ ان حقوق سے محروم رہا۔ صدیوں تک یہ رومیت، رومی قوم کی زندگی کا شعلۂ حیات رہی اور اسی کی روشنی سے پورا "رومن امپائر" اسپین سے لے کر شام تک جگمگاتا رہا —— مگر جیسے جیسے یہ روشنی ماند پڑتی گئی اندھیرا چھاتا گیا اور جیسے جیسے رومی عمارت کی یہ مستحکم بنیاد کمزور پڑتی گئی، ڈھتی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن یہ عمارت گر کر زمین کے برابر ہو گئی۔

الغرض قوموں کی موت و حیات کسی ایک "متخیلہ" کی موت و حیات پر موقوف ہے جس کی زندگی سے ان کی زندگی اور جس کی موت سے ان کی موت ہے، گذشتہ جنگ میں اور اس جنگ میں بھی آپ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ انگریز جرمن یا جرمن انگریز سے لڑ رہے تھے انگریزیت جرمنیت سے یا جرمنیت انگریزیت سے لڑ رہی۔ قوم قوم سے نہیں لڑتی ہے بلکہ ایک یقینی تخیّل دوسرے یقینی تخیّل سے لڑتا ہے۔

قوم کی زندگی کا وہ یقینی تخیل، اس کے تمام کاموں کی اساس و بنیاد بن جاتا ہے، پوری قوم اور قوم کے تمام افراد اُس ایک نقطہ پر جمع ہو جاتے ہیں، وہ نقطۂ ماسکہ ان کی پوری زندگی کا محور بن جاتا ہے، اسی ایک تخیل کا رشتہ منتشر افراد کو بھائی بھائی بنا کر ایک قوم کے مشترکہ افراد ترتیب دیتا ہے اور ایک واحد، متحد، منظم اور قوی قوم بنا کر کھڑا کر دیتا ہے

جب کبھی دو قوموں کا مقابلہ ہوگا تو ہمیشہ اس کی فتح ہوگی، جس کا نقطۂ تخیل زبردست ہوگا اور جن کے افراد اس رشتۂ حیات میں سب سے زیادہ مستحکم بندھے ہوں گے، اور جو اپنے اس مشترک اساس و بنیاد پر سب سے زیادہ متفق و متحد ہوں گے عربوں نے اسی قوت سے قیصر و کسریٰ کو شکست فاش دی، عربوں کے پاس ایرانیوں کے خزانے اور نہ رومیوں کے اسلحہ تھے۔ مگر ان کے پاس وہ قوتِ ایمانی تھی جس سے ایرانی اور رومی محروم تھے۔

جب کوئی قوم تنزّل پذیر ہوتی ہے تو اس کی وہی قوتِ ایمانی کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کی وہی مشترک اساس و بنیاد منہدم ہونے لگتی ہے اور قوم کی زندگی کا مقصد اس مشترکہ قومی غرض و غایت سے ہٹ کر اپنے اپنے نفس، اپنے اپنے خاندان، اپنی اپنی جماعت میں بٹ جاتا ہے۔ اس لئے اس میں قومی خائن پیدا ہوتے ہیں جن کے پیشِ نظر اس مشترکہ جامعیت کے فوائد و نقصانات کے بجائے خود اپنی ذات و خاندان کا فائدہ و نقصان ہوتا ہے۔

مٹھی بھر انگریزوں نے ہندوستان کے روپے سے، ہندوستان کے سپاہیوں سے خود ہندوستان کو فتح کیا۔ حالانکہ اس وقت پورے ملک میں اودھ، روہیلکھنڈ، بنگال، مرہٹہ، میسور، حیدر آباد کی ایسی عظیم الشان طاقتیں تھیں جن کے بس میں تھا کہ انگریزوں کو پوری طرح شکست دے دیں مگر ایسا نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ انگریزوں کے سامنے ایک متحدہ مشترکہ تخیل تھا۔ جس پر پوری قوم متفق تھی۔ جو انگریز جہاں بھی تھا، چاہے وہ سپاہی ہو یا گودام کا کلرک ہو یا سوداگر ہو یا ڈاکٹر ہو یا جنرل ہو یا گورنر ہو۔ ہر ایک کے سامنے ایک ہی بلند مقصد تھا اور وہ انگلستان کی سر بلندی اور عظمت، لیکن ہندوستانیوں کے سامنے باوجود طاقت و قوت کے کوئی ایک متحدہ غرض، مشترکہ جامعیت، واحد اساسِ کار اور متفقہ بنیاد عمل نہ تھی، جس کا بچاؤ، جس کی حفاظت اور جس کا اعلاء پوری قوم کی غرض و غایت اور بنیاد و اساس ہوتی۔ ہر نواب، ہر رئیس، ہر سپہ سالار، ہر سپاہی اور ہر نوکر کا مقصد اپنی فکر اور اپنی ترقی تھی، اس حالت میں نتیجہ معلوم۔

اب ایک اور حیثیت سے نظر ڈالئے دنیا کی ہر متمدّن قوم کے پورے نظامِ زندگی کا ایک اصل الاصول ہوتا ہے، فرض کرو کہ آج روسی بالشوسٹ کے پورے

نظام کا ایک واحد نقطۂ خیال ہے اور وہ سرمایہ داری کی مخالفت ہے۔ جو اس نظام کی اصل اساس ہے۔ اب جس قدر اس نظام کی شاخیں، شعبے، صیغے اور کام ہیں سب ایک اصل الاصول یعنی "سرمایہ داری کی مخالفت" پر مبنی ہیں۔ اسی طرح ہر ترقی یافتہ قوم کے تمدن اور نظامِ ہستی کا ایک اصولی نقطہ ہوتا ہے، جس کے تحت ہی اس تمدن اور نظامِ ہستی کے تمام شعبے اور فروع ہوتے ہیں۔ اسی طرح آج انگریزی جد و جہد کی بنیاد، انگریزی سرمایہ داری، امریکن تمدن کی بنیاد، امریکن سرمایہ داری نازی تمدن کی بنیاد جرمن قوم کی سربلندی اور فسسٹ کی بنیاد پرانی رومی قیصریت کی دوبارہ تعمیر پر ہے۔ اگر کسی تمدن اور نظام کا یہ سرا نکال دیا جائے تو اس تمدن کے تمام اجزاء اور اس نظام کے پورے شعبے، بے معنی، بے سود اور بے اساس ہو کر رہ جائیں اور چند ہی روز میں وہ تمام سررشتے تارِ عنکبوت ہو کر نابود ہو جائیں، اسی لئے ہر قومی تمدن اور نظامِ ملت کو سمجھنے کے لئے اس کے اس اساسی کار سررشتۂ خیال اور اصل الاصول کو سمجھنا چاہیئے، جب تک وہ سرا ہاتھ نہ آئے گا اس نظامِ ملت کا الجھاؤ سلجھ نہیں سکتا۔

اس نکتہ کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا میں گو ہزاروں ملتیں اور قومیتیں ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک ملت و قومیت کا اصلی انفرادی تشخص اور انفرادی اور مستقل تشخص اور امتیازی وجود اُن ایمانیات اور یقینیات سے ہے جو ہر ایک کے دل میں بسے اور ہر ایک کے رگ و ریشہ میں رچے ہوئے ہیں۔ اس لئے کسی ملت کے متخیلہ کو بدل دینے کے معنی اُس ملت کو مٹا دینے کے مرادف ہے۔

دنیا میں جو کمزور قومیں فنا ہوئی ہیں ان کی صورت یہی ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنا متخیلۂ ایمانی چھوڑ کر کسی دوسری طاقتور قوم کے متخیلۂ ایمانی کو قبول کر لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قوم مٹ گئی اور دوسری قوم میں ضم ہو کر وہ خود فنا ہو گئی۔ ہندوستان کے یونانی سیتھین اور بودھ کیا ہوئے؟ ایرین ہندوؤں میں سما گئے، ایران کے مجوسی کدھر گئے؟ مسلمانوں میں مل گئے۔ مصر کے قبطی کہاں گئے؟ عربوں میں شامل ہو گئے۔ سسلی اور اسپین کے عرب کیا ہوئے؟ اٹلی اور اسپین والوں میں گھل گئے۔

تجدید کی سعی بھی اسی متخیلہ کی مدد سے ممکن ہے

کسی قوم و ملت کی اس تعمیری حقیقت سے باخبر رہنا صرف اس لئے ضروری نہیں کہ وہ ہے اور وہ اس سے بنی ہے۔ بلکہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی تجدید اصلاح کی جب کبھی ضرورت پیش آئے تو اس حقیقت کا واقف کار اسی کے ذریعہ سے اس کی تجدید و مرمت کرے، اس کی وہ تعمیری حقیقت وہ ساز ہوتا ہے جس کے چھیڑنے سے اس قومیت و ملت کا ہر تار اپنی جگہ پر حرکت کرنے لگتا ہے۔ اہلِ توحید کے لئے توحید کی آواز، اہلِ صلیب کے صلیب کی پکار، گاؤ پرست کے لئے گائے کی آواز سحر و طلسم کا حکم رکھتی ہے جس سے ایک لمحہ میں قوم کی قوم میں جان پڑ جاتی ہے اور سست و ناکارہ قوم بھی کروٹیں بدلنے لگتی ہے اور آواز کی طاقت کے مطابق سرگرمِ عمل ہو جاتی ہے۔

فرض کرو دنیا میں آج چالیس کروڑ کی تعداد میں ایک ملت آباد ہے جس کا نام مسلمان ہے۔ اس ملت کی حقیقت کیا ہے؟ توحیدِ الٰہی اور رسالتِ محمدی پر ایمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اگر کوئی اس ملت کی حقیقتِ تعمیری کو مٹا ڈالے تو یہ چالیس کروڑ ملتِ واحدہ، چالیس کروڑ قومیتوں میں منقسم ہو کر دم کے دم میں فنا ہو جائے گی اور یہ چالیس کروڑ افراد کا کارواں جو ایک صدائے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے جرس پر حرکت کر رہا تھا۔ اب اُس کی حرکت کے لئے مختلف آوازوں کے چالیس کروڑ آوازوں کی ضرورت رہے گی؟ کیا اس سے بہتر نہیں کہ ہم صرف ایک ہی آواز پر لبیک کہیں اور وہ اسلام کی صدا ہے۔

بقیہ: دنیا کی وحدت لسانی کا نظریہ . . . .

ایسے ممالک موجود ہیں جہاں مختلف زبانیں موجود ہیں اور وہاں نظامِ حکومت باآسانی چل رہے ہیں وہاں ہر گروہ انسانی اپنی اپنی زبان میں زندگی بسر کر کے ترقی اور شادمانی کی طرف بڑھ رہا ہے کہ ایک زبان دوسری سے مختلف جب سمجھی جائے گی کہ دونوں میں قدرے مشترک بہت کم ہو یعنی جب اس علاقے کے لوگ اس علاقے میں جائیں اور وہاں اپنا کام کاج نہ چلا سکیں اور زبان کی مشکل انہیں عاجز کر دے تو یہ سمجھا جائے گا کہ دونوں علاقوں کی زبانیں مختلف ہیں اور اگر ایسا ہو کہ اس علاقے کے لوگ اس علاقے میں جا کر تھوڑی مشکل محسوس کریں لیکن کام کاج چلا سکیں اور تھوڑی دیر بعد رواں ہو جائیں تو یہ سمجھا جائے گا کہ دونوں علاقوں کی زبان ایک ہے ان کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے اس کی حیثیت وہی ہوگی جو ماں اور بیٹی میں یا جڑ اور شاخ میں۔ یہی رشتہ پنجابی اور سرائیکی زبان کا ہے ایک ماں ہے اور ایک بیٹی ہے ایک جڑ ہے اور دوسری شاخ۔

بقیہ: مجلس ذکر

اسلام کے لئے حاصل کیا گیا۔ پاکستان کے معنے کیا؟ لا الہ الا اللہ کے لئے معرض وجود میں آیا، اس کو صحیح معنوں میں اسلامستان صحیح معنوں میں پاکستان بنا دے اور قرن اول کے مسلمانوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں پنجابی بنگلہ، پختو، بناوٹی اور کھوٹے اسلام سے بچائے اور اُسے خیرباد کہنے کی توفیق عطا فرمائے، محمد رسول اللہ والا سچا اسلام، قرآن والا سچا اسلام، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ والا سچا اسلام نصیب فرمائے، اسی کا پیروکار بنائے، اسی پر اللہ تعالےٰ زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے۔ اس دھن میں جینا عبادت ہے اس راستے میں موت آ جائے تو شہادت ہے، اللہ تعالیٰ موت دیں تو موت محمود یعنی شہادت کی موت نصیب فرمائیں۔ آمین

درسِ قرآن

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۶)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَآ اَتَمَّھَا عَلٰٓی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ (صدق اللّٰہ العلی العظیم)

میرے بزرگو اور میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ آج پھر ہم اس کا کلامِ مقدس سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

گذشتہ ماہ سورتِ یوسف کی تین ابتدائی آیات پر چند گذارشات پیش کی گئی تھیں آج اس رکوع کی بقیہ تین آیتیں تلاوت کی گئی ہیں۔

کائنات میں جو کچھ فیصلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو چکے ہوتے ہیں یا ہونے والے ہوتے ہیں، اُن کا بدن اور ٹھوس جسم اختیار کرنے سے پہلے بھی کائنات میں وجود رہتا ہے۔ آج کی اس دنیا میں تو آپ دیکھتے ہیں کہ نئی ایجادات نے بہت کچھ ثابت کر دیا۔ ہمارے پاس یہ ٹیلی ویژن وغیرہ اس بات کی دلیل ہیں کہ کائنات میں، فضا میں بہت سی چیزیں ایسی موجود ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتیں لیکن جونہی ہم اس آلے کو یا مسالے کو لگا دیتے ہیں تو وہ چیزیں پھر ہمیں بھی نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ اگر وہ فضا میں، خلاء میں موجود نہ تھیں تو ہمیں کیسے نظر آ گئیں؟

دیکھئے میرے بزرگو، میرے بھائیو! اس وقت یہ فضا مجھ گنہگار کی آواز سے گونج رہی ہے۔ اور تو کسی کی آواز یہاں پر نہ آپ سنتے ہیں نہ میں سنتا ہوں۔ لیکن اس وقت اگر یہاں پر ریڈیو کو لگا دیا جائے اور اس کا رابطہ اپنے اسٹیشن کے ساتھ قائم کر دیا جائے تو جس جس سٹیشن سے وہ آواز کو کھینچ سکتا ہے وہ آواز یہاں آپ بھی سنیں گے، میں بھی سنوں گا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس فضا میں آواز موجود ہے لیکن وہ نہ آپ سن سکتے ہیں نہ میں سن سکتا ہوں۔ جسے اللہ نے قوت عطا کی ہو وہ آلے کے بغیر بھی سن سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، اِنِّیْ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُ۔ اور ایک روایت میں فرمایا۔ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرٰی۔ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

تو جس طرح آلات کے ساتھ ہم ایسی چیزوں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں جن کا وجود پہلے ہو چکا ہے۔ اسی طرح ربّ العالمین اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ جب چاہتے ہیں اپنے بندوں پر آنے والی کسی چیز کو اس کی صورتِ نوعیہ میں اسے دکھا دیتے ہیں۔

صورتِ نوعیہ کا لفظ میں نے آپ کے سامنے عرض کیا، کہ میرا بدن، آپ کا بدن، ساری کائنات میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اس کے دو حصے ہیں جس کو فلاسفۂ قدیم کی اصطلاح میں ہیولیٰ اور صورت کہا جاتا ہے۔ یوں سمجھ لیجئے روح اور مادہ۔ صورتِ نوعیہ اور ہیولیٰ یہ دونوں مل کر ایک وجود اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر صورتِ نوعیہ ہیولےٰ سے الگ ہو جائے تو پھر بھی اس چیز کا وجود خارج میں رہتا ہے صورت کے لگنے کے ساتھ، ہیولیٰ اور صورت کے متّصل ہو جانے کے ساتھ وہ ایسا بدن بن جاتا ہے جو خارج میں سب کو نظر آنے لگ جاتا ہے۔

اس کی مثال ہمارے صوفیاء کرام نے یوں دی جیسا کہ دیکھئے آپ اپنے سامنے آئینہ رکھیں، میں اپنے سامنے آئینہ رکھوں تو آئینے میں جو میری شکل نظر آتی ہے یا آپ کی شکل نظر آتی ہے، یہ کیا ہے؟ یہ میری شکل ہے؟ آپ کی شکل ہے؟ آئینہ دیکھنے والے کی شکل ہے؟ اسے ہم یہ کہہ دیں کہ آئینے کے اندر سے یہ چیز نکلی ہے۔ یہ بھی غلط ہے، اور یہ کہہ دیں کہ بعینہٖ میں ہوں، (پورے بدن کے ساتھ) یہ بھی غلط ہے، آئینے میں میری صورتِ نوعیہ پیش ہوئی اور یہ صورتِ نوعیہ نہ میری عین ہے، نہ میری غیر ہے۔ یہ منطق کی اصطلاح ہے اس کو میں یہاں بیان نہیں کرتا۔

بہرکیف میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو باتیں فیصلہ ہو چکی ہیں وہ کائنات میں، فضا میں، خلاء میں موجود رہتی ہیں اور اللہ تعالےٰ عزّ اسمہٗ جب چاہتے ہیں کسی اپنے بندے کے ذہن پر جاگتے ہوئے بھی اس کا القاء کر سکتے ہیں (جسے کشف کہا جاتا ہے، جسے وجدان کہا جاتا ہے) اور نیند میں بھی القاء کر دیتے ہیں۔

اس لئے فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ نبوّت ختم ہو چکی ہے، میں خاتم النّبیین ہوں، لیکن نبوت کا اثر کچھ دنیا میں باقی ہے۔ اور ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب، اچھے خواب، سچے خواب، یہ نبوّت کا چھیالیسواں حصّہ ہیں۔ علمائے حدیث نے اس کی شرح میں یوں بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو القاء ہوتا شروع ہوا وہ رؤیاءِ صادقہ تھیں اور یہ سلسلہ آپؐ پر چھ مہینے تک رہا۔ بخاری اور دوسری حدیثوں میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ مہینے ایسے خواب آتے تھے۔ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔ جیسے صبح پھٹ جاتی ہو،

یعنی بالکل حقیقی خواب، دیکھتے ہی ان کا اثر ظاہر ہو جاتا تھا۔ چھ مہینے تک آپؐ کی یہ نوعیت رہی اور اس کے بعد پھر الہام آپ پر شروع ہوا۔ وحی آنی شروع ہوئی۔ تو چونکہ بطور نبی ہونے کے آپؐ کی حیاتِ مبارکہ تئیس سال بنتی ہے اور چھ مہینے ۲۳ سال کا چھیالیسواں حصّہ ہے اس لئے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں جو ارشاد فرمایا کہ نبوّت ختم ہو چکی ہے، آثارِ نبوّت میں سے کیا چیز باقی ہے؟ رویائے صادقہ۔ اور رویائے صادقہ نبوت کا چھیالیسواں حصّہ ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ جسے اچھا خواب آ جائے گا وہ نبی ہو جائیگا؟ نہیں۔ یہ نہیں ہے۔ آثارِ نبوّت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان ذہنوں پر جو ذہن صادق ہوتے ہیں، جو ذہن اللہ تعالیٰ کے مطیع اور پیروکار ہوتے ہیں، آنے والی باتوں کا القاء کر دیا جاتا ہے اور پھر اس میں بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اس القاء کو سمجھ بھی لیتے ہیں اور اس القاء کو اپنے ہاں سے کسی قسم کی ترمیم کے ساتھ بھی شائع کر سکتے ہیں۔

اس میں مَیں اشارہ کر گیا کہ سچے خواب غیر نبی کو بھی آ سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کی اسی سورتِ یوسف میں آتا ہے کہ جو عزیزِ مصر تھے، انہوں نے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو قید کر دیا۔ تو انہوں نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دُبلی گائیں ہیں۔ دبلی گائیں موٹی گاؤں کو کھا رہی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے سات خوشے دیکھے جو تر تھے اور سات خوشے دیکھے جو بالکل خشک تھے۔ خواب تو دیکھا لیکن خواب کی تعبیر عزیزِ مصر جو مصر کا بادشاہ تھا، وہ سمجھ نہ سکا۔ اس لئے کہ وہ روحانی قوت سے محروم تھا۔ چنانچہ اس نے جب اپنے وزراء کے سامنے یہ خواب پیش کیا وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ (یوسف ۴۵) جس نے کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ جیلخانے میں کچھ وقت گذارا تھا، اور وہ لمبا قصّہ ہے۔ خواب میں انہوں نے دیکھا تھا کہ مجھے آزادی مل گئی تو اب وہ جب یہاں پر آئے تو انہوں نے عزیزِ مصر کے اس خواب کو سن کر کہا کہ اس کی تعبیر میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ فَاَرْسِلُوْنِ۔ تم مجھے بھیجو۔ میں یوسف کے پاس جاتا ہوں، چنانچہ وہ پہنچے حضرت یوسفؑ کے پاس۔ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف ۴۶) کہ اے یوسفؑ! مجھے بتا۔ سات موٹی گائیں ہیں جن کو دُبلی گائیں کھا گئیں اور سارا خواب جو عزیزِ مصر نے دیکھا تھا وہ پیش کیا یوسف علیہ السلام کے سامنے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بیان فرمائی کہ مصر میں سات سال تک بڑا اچھا مزارعہ ہوگا۔ غلّہ بڑی کثرت کے ساتھ پیدا ہوگا۔ (یہ موٹی گائیں ہیں) اس کے بعد پھر سات سال تک قحط پڑے گا۔ جو کچھ تم نے کمایا تھا یہ کھا جائیں گی۔ (یہ دبلی گائیں ہیں) (باقی آئندہ)

اصلاحِ معاشرہ کے اہم انقلابی نکات

محمد مقبول عالم، بی اے ___ جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور

۱- اگر معاشرے کا نظام غلط ہو تو اس کے ساتھ موافقت کرنے کے بجائے اس کی اصلاح کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

حدیثِ بے خبراں است کہ تو بازمانہ بساز
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز

(یہ تو نادانوں کی بات ہے کہ تم زمانے کے ساتھ چلو (میں کہتا ہوں کہ) اگر زمانہ تمہارے ساتھ نہ چلے تو تم زمانے کے ساتھ لڑو)

۲- غلط نظام کی جگہ اچھا نظام لانا مقصود ہو تو پہلے غلط نظام کو بدلنا اور اس کے نشانات مٹانا پڑتے ہیں۔ تب کہیں جا کر اس کی جگہ اچھا نظام تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ بقول مولانا رومؒ ؎

ہر بنائے کہنہ کہ آباداں کنند
اوّل آں بنیاد را ویراں کنند

(جس بوسیدہ اور خستہ عمارت کو دوبارہ آباد کرنا چاہیں تو دستور یہ ہے کہ پہلے اس عمارت کو ڈھانا پڑتا ہے)

۳- بہبودِ عام کا شعور رکھنے والے لوگ ہی اس قابل ہوتے ہیں کہ ذاتی اغراض سے اوپر اٹھ کر غلط نظام کو مٹانے اور اس کی جگہ اچھا نظام تعمیر کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ___ بقولِ حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلویؒ؛

یجب بذل الجهد علی اهل الآراء الکلیة فی اشاعة الحق وتمشیته واخمال الباطل وصده فربما لم یکن ذالک الا بمخاصمات او مقاتلات فیعد کل ذالک من افضل اعمال البر

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۵)

(جو لوگ اجتماعی رنگ میں سوچتے ہیں، ان پر واجب ہوتا ہے کہ وہ حق کی اشاعت (معاشرے میں) کرنے اور اسے نافذ کرنے اور باطل کا زور توڑنے اور اس کا نفاذ روکنے کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ لیکن یہ دونوں باتیں مخاصمات (سرد جنگ) اور مقاتلات (آتشین جنگ) کے بغیر ممکن نہیں ہوتیں۔ اس لئے یہ دونوں باتیں (انسان کے لئے) بہترین نیکی شمار ہوتی ہیں۔)

۴- اس غرض کے لئے چند اقدامات ضروری ہیں۔ چنانچہ پہلا قدم یہ ہے کہ "حق" یعنی صحیح نظام حیات کی تمام جزئیات کو معین کر کے مدوّن کیا جائے (جنہیں اسلام نے پیش کیا ہے) اور اس کے قیام کو اپنا نصب العین بنایا جائے۔ اگر اس نصب العین پر چند دردمند ایثار پیشہ لوگ جمع ہو جائیں تو وہ اپنی ایک مرکزی جماعت بنا لیں اور باہمی مشورے سے اس نصب العین کے حصول کے لئے ایک لائحۂ عمل (پروگرام) طے کر لیں۔

۵- دوسرا قدم یہ ہے کہ اس "حق" کی معاشرے کے اندر عام اشاعت کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں اور حق کو قائم کرنے میں تعاون کریں۔

۶- تیسرا قدم یہ ہے کہ اس تنظیم میں شامل ہونے والے لوگوں کے اندر سے معاشرتی برائیاں دور کی جائیں اور ان کی جگہ نیکیاں قائم کی جائیں۔ یہ ذاتی انقلاب ہے۔ اس طرح مناسب تعلیم و تربیت کے نظام سے نمونے کا ایک معاشرہ پیدا کیا جائے تاکہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی رغبت کریں۔ اور اصلاحِ معاشرہ کا کام پھیلتا چلا جائے یہاں تک کہ معاشرے کی اکثریت اس پر قائم ہو جائے۔ تنظیم اتنی مضبوط ہونی چاہیئے کہ اگر اس راہ میں تکلیفیں بھی آئیں تو لوگ انہیں صبر سے برداشت کرتے چلے جائیں۔ جس کی عملی صورت یہ ہے کہ معاشرے کا معاشی اور معاشرتی نظام عادلانہ ہو اور ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھا جائے اور اس کا اخلاقی و روحانی نظام بھی اسلامی اقدار ضوابط کا پابند ہو۔

۷- چوتھا قدم یہ ہے کہ ایک مقامی معاشرے کی تعمیر کے بعد دوسرے مقامات پر معاشرات کی تعمیر کی طرف توجہ کی جائے اور انہیں بھی دعوتِ اصلاح و تعمیر دی جائے۔ اگر مخالفت ہو تو اس کا صبر و استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے یہاں تک کہ "حق" قائم ہو جائے اور انسانیت عامہ حق کی بدولت "عدل" کے قیام سے امن و اطمینان پائے۔ کیونکہ حق (سچائی) اور عدل (انصاف) کے اصول ہی انسانی معاشرات کے لئے امن و اطمینان کے ضامن ہیں۔

۸- یہ اقدامات سورۂ عصر کی آیات سے واضح ہوتے ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگ خسارے سے بچ جاتے ہیں جو اپنے نصب العین پر ایمان لاتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ (اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) اور اس نصب العین کی نشر و اشاعت کرتے ہیں (وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ) تاکہ ایک بڑا اجتماع پیدا ہو۔ پھر اس کی خاطر تکالیف و مصائب برداشت کرتے ہیں اور اپنے اجتماع کو اتنا مضبوط بناتے ہیں (معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور روحانی لحاظ سے) کہ وہ مصائب کا مقابلہ کر سکے اور کامیابی حاصل کر سکے (وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ)

پروگرام میں معمولی تبدیلی

قبل ازیں خدام الدین میں یہ اعلان کیا تھا کہ جامعہ مدنیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی ۵ ر اکتوبر کے صبح کے اجلاس کی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک ۴ ر اکتوبر کی شب کے اجلاس کی صدارت فرمائیں گے اور مولانا عبدالقادر آزاد ۵ ر اکتوبر کی صبح کے اجلاس میں تقریر کریں گے۔ مگر اب ۴ ر اکتوبر بعد نماز عشاء حضرت مولانا رسول خان ظلہ اور ۵ ر اکتوبر کی صبح کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب صدارت کریں گے اور مولانا آزاد ۳ ر اکتوبر بعد عشاء تقریر کریں گے ___ واضح ہو کہ نماز جمعہ سے پہلے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری تقریر کریں گے اور بعد عشاء حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب، حضرت مولانا عبدالقادر آزاد اور حضرت مولانا دین پوری تقریریں کریں گے۔ اور آخری رات صدارت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کی ہوگی اور آپ ہی کی دعا پر جلسے کا اختتام ہوگا۔

(مولانا محمد ظہور الحق)

بقیہ: شیخ الاسلامؒ کا خطبۂ صدارت

کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ ان اسباب کا انتظام و اہتمام اور ان کو اپنے صحیح مقام پہ رکھنا جو ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے عین توحید اور صحیح عبودیت ہے۔ اس پہ تمام امت کا اجماع ہے کہ اسباب طبیعہ کا استعمال منافی توکل نہیں۔ اس لیے توکل بغیر استعمال اسباب کے درست ہی نہیں ورنہ وہ بطالت اور تعطل اور توکل فاسد ہے بیشک موحد متوکل اسباب کی طرف اس طرح متوجہ نہیں ہوتا کہ اسباب ہی پہ اعتماد و اطمینان کر بیٹھے اور انہی کے ساتھ اس کی امید و ناامیدی وابستہ ہو مسبب الاسباب پہ نظر ہی نہ رہے بلکہ اس طرح متوجہ ہوتا ہے کہ اس کا استعمال کرتا ہے ان کو لغو بے فائدہ نہیں سمجھتا۔ مگر اپنی نظر ان اسباب کے پیدا اور جاری کرنے والے پر رکھتا ہے۔

شرعاً اور عقلاً اللہ کے سوا کسی پہ توکل و اعتماد جائز نہیں اور نہ اس کے سوا کسی سے خوف یا امید رکھنا درست ہے اور نہ اس کی رحمت کے سوا کسی چیز کی طمع مناسب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "یا اللہ میں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کے غصہ سے اور آپ کی عافیت و عفو کے ساتھ آپ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور آپ کے عذاب آپ ہی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں" اور فرمایا کہ "آپ کے سوا نہ کوئی جائے پناہ ہے نہ جائے نجات"

جب آپ اس توحید اور استعمال اسباب کو جمع کرلیں گے تو آپ کا قلب سیرالی اللہ پہ مستقیم ہوجائے گا اور وہ شاہراہ اعظم جس پہ اللہ تعالےٰ کے سب انبیاء و رسل اور ان کے متبعین گذرے ہیں آپ پہ کھل جائے گی۔ اور یہی راستہ ہے ان لوگوں کا جن پہ اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ہے پھر وہ اسباب و وسائل جن کے قائم رکھنے اور استعمال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج میں امر فرمایا ہے انہیں میں یہ بھی شامل ہے جس کی طرف اس آیت میں دعوت دی ہے وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

جس میں اس پہ تنبیہہ فرمائی ہے کہ سامان حرب جس سے جہاد کی قوت پیدا ہوتی ہے اور جو دشمن اسلام کے قلب میں رعب و ہیبت ڈالتا ہے وہ ہر زمانہ اور مکان کی ضروریات اور مقتضیات کے مطابق جمع کرنا عین دین اور خالص اسلام اور لوازم توحید میں میں سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں رسول بھیجنے اور اپنی کتابیں نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے، اسی میں لوہا اوتارنے کو بھی شامل فرمایا ہے اور اس کا مقصد یہ بتلایا ہے "تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کون شخص اس کی اور اس کے رسولوں کی امداد کرتا ہے"

میں محسوس کرتا ہوں کہ امتِ اسلامیہ کا زمانہ دراز سے ان اوامرالٰہیہ پہ عمل پیرا نہ ہونا ہی ان کے ضعف و انحطاط کا سب سے بڑا سبب ہے اور توحید خالص اور اپنی انفرادی و اجتماعی انتہائی قدرت و استطاعت کی حد تک اسباب کو جمع کئے اور اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پہ چلے بغیر اپنے مقاصد دینویہ میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہی وہ چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ دونوں کے مظہر جمع ہیں اور یہی وہ اصل الاصول ہے جس پہ ہمیں مضبوطی سے جمنا چاہیئے اور جس میں ذرا بھی غفلت و تساہل نہ کرنا چاہیئے۔ واللہ الموفق لاورب غیرہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

(شبیر احمد عثمانی)

مولانا غلام غوث ہزاروی

مسعود منوّر

دیدہ وَرانِ شہر کا رہبر غلام غوث
یارو! حریفِ مرحب و عنتر غلام غوث

ملبوسِ سامراج پہ جھپٹا ہے شیرِ غاب
وہ جانشینِ طغرل و سنجر غلام غوث

اسلام کے عَلَم کا محافظ گلی گلی!!
ارضِ وطن کا قائدِ برتر غلام غوث

باطل کی رگ پہ نشترِ حق کی روانیاں!
دینِ رسولِ پاک کا خنجر غلام غوث

لائے نہ تاب فوج، یمین و یسار کی
رَن میں کھڑا ہے صورتِ حیدر (کرم اللہ وجہہ) غلام غوث

تنہا نہیں ہے رزم میں سالارِ باوقار
ہے ہمرکابِ مفتی و انور غلام غوث

عمرش دراز باد! دعائے فقیر ہے
مسعودِ رشکِ چہرۂ خاور غلام غوث

★

بقیہ: اداریہ

دَم گھٹنے لگا ہے۔

بھارتی مسلمانوں پر ہندوؤں کے لرزہ خیز مظالم پر حکومتِ پاکستان نے بر وقت احتجاج کرکے اقوامِ متحدہ کو اگرچہ سنگین صورتِ حال سے آگاہ کرکے سخت احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ بھارت کا یہ طرزِ عمل نہ صرف ۱۹۵۱ء کے لیاقت نہرو معاہدے کے سراسر خلاف ہے بلکہ انسانی اخلاق و شرافت اور دَورِ حاضر کے ایشیائی مسائل کی الجھنیں اور خطرناکیاں بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ ایشیائی ممالک کے لوگ آپس میں دست و گریباں ہو کر سامراجی قوتوں اور مغربی طاقتوں کو اپنا اثر و نفوذ بڑھانے اور اپنا تسلّط مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے مواقع فراہم کریں۔

ویسے ہم یہ ایمانداری کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ بھارت کے ہندو غنڈے شرافت و اخلاق کی زبان کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے! وہ صرف قوت اور طاقت ہی کی زبان جانتے ہیں۔

کاش! دنیا بھر کے مسلمان کچھ اس طرف بھی توجہ دیں۔

خدام الدین میں جلسوں کے اشتہارات کی شرائط

ہفت روزہ خدام الدین کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام مدارس عربیہ کے جلسوں کے اشتہارات (جن میں صرف مدارس کے نام اور جلسوں یا تبلیغی اجتماعات کی تاریخوں کا اندراج ہو) کی اشاعت کے لئے پانچ روپے فی اشاعت بطورِ اخراجاتِ طباعت وکتابت وغیرہ۔ اور اس سے زائد جگہ کے لیے صرف مدارس اسلامیہ کے اشتہارات کے لئے پانچ روپے فی انچ سنگل کالم (نصف حصہ نرخ) وصول کیے جائیں گے۔ (انتظامیہ ادارہ خدام الدین)

دارالعلوم تعلیم القرآن باغ (ضلع پونچھ آزاد کشمیر)

علوم دینیہ کی وہ عظیم الشان درسگاہ ہے جس نے آج سے بیس برس قبل بزرگانِ دین کے ہاتھوں معرضِ وجود میں آکر اس پسماندہ اور دور افتادہ علاقے میں علومِ قرآنیہ کی بے لوث تعلیم و تبلیغ سے دین کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ حفظِ قرآن، تجوید و قرائت اور درس نظامی کے تقریباً پچاس طلباء ہمیشہ مدرسہ کے دار الاقامہ میں مقیم رہتے ہیں جن کے تمام اخراجات مدرسہ کے ذمے ہیں دارالعلوم کی بوسیدہ حال پرانی عمارت ناقابل رہائش ہے۔ چونکہ دارالعلوم کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ اس لیے اس کے تعلیمی اور تعمیری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ہر مسلمان سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پاکیزہ صدقات، زکوٰۃ، عشر اور ہدیہ جات اس ادارہ میں بھیج کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور رہئے۔

(حافظ محمد عبداللہ ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم ہذا)

سالانہ جلسہ

مدرسہ تعلیم الفرقان مری حسن راولپنڈی کا سالانہ جلسہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار بعد از نماز عشاء منعقد ہو رہا ہے جس میں مولانا محمد اجمل صاحب لاہور، مولانا پیر عمر حیات شاہ صاحب مولانا سید چراغ دین شاہ صاحب اور اور مولانا محمد رمضان صاحب خطاب فرمائیں گے۔ طلباء کو اسناد بھی دی جائیں گی۔ اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات سے اس مدرسہ کی امداد فرمائیں۔ اس مدرسہ میں بیرونی طلباء بھی زیر تعلیم ہیں جن کے جملہ اخراجات مدرسہ کے ذمے ہیں۔

(قاری محمد دین مہتمم مدرسہ ہذا)

حضرت مولانا الحاج سید محمد مطیع الحق صاحب بانی مدرسہ ضیاء العلوم کی مفید ترین تالیفات

روضۃ الریاحین اس مختصر کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ، معجزات باہرہ اور فضائل مقدسہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ہر ایک چیز کا احادیث صحیحہ سے ثبوت دیا گیا ہے۔ قیمت ۶۲ پیسے

گلزار خلیل اللہ ۔ جد انبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجاہدانہ و مراحل حیات طیبہ اور اسلامی توحید و حریت کے مجسم جذبات عالیہ دیکھنے کے لئے اس سے اعلیٰ اختصار و سلاست اور کوئی کتاب نہ ملے گی ۔ قیمت صرف ایک روپیہ

تذکرہ ازکی ۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اور سیرت مقدسہ کا خلاصہ نہایت دلچسپ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ کے مبارک شاگردوں اور باقی تمام اماموں کے بھی مختصر حالات درج ہیں ۔ ہدیہ صرف ۸۵ پیسے

اذکار العارفین ۔ حضرات اولیائے کرام کے مبارک حالات اور ان کے کشف و کرامات کے احادیث مقدسہ سے ثبوت ہدیہ صرف ۵۰ پیسے

ضیاء العقائد ۔ اہل سنت والجماعت کے متعلق نہایت مفید اور مکمل و مدلل صحیح عقائد کی جامع کتاب ہے ہدیہ ۱/۲۵

اسلام خیر المرسلین ۔ یہ رسالہ چہل حدیث کا مجموعہ ہے ہر ایک حدیث کی تشریح و تفسیر میں اور بہت سی احادیث آگئی ہیں۔ دوسرا ایڈیشن قیمت ۶۲ پیسے

اعمال حقانی ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے اعمال و وظائف اور مقبولین خدا کی مقبول دعاؤں کا نہایت مستند مجموعہ ہے۔ ہدیہ : ۱/۲۵

مبارک بچے ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اسمٰعیل ذبیح اللہ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، مجاہدین کرام، حضرت امام اعظم وغیرہم اکیس حضرات کے بچپن کے مقدس اور سبق آموز حالات۔ ہدیہ ایک روپیہ۔

عقائد نجدیہ وہابیہ اور علمائے کرام دیوبند ۔ حضرات علمائے حقانی پر جو بعض عقائد خبیثہ کی تہمت لگائی جاتی ہے اسکا مکمل و مدلل رد ہے۔ ہدیہ صرف ۳۱ پیسے محصول ڈاک ۱۰ پیسے

گلفشانی اخبار ۔ مقدس بزرگان اسلام کے حالات و واقعات وارشادات کا بیش بہا گلدستہ۔ واعظین کے لئے خصوصیت سے نہایت کارآمد ہے ۔ قیمت ۵۰ پیسہ

مصباح الصلوٰۃ ۔ مسائل نماز میں نہایت مکمل اور جامع کتاب ہے ۔ جسے بڑے سے بڑے علماء نے بہت پسند فرمایا ہے ۔ ہدیہ ، ایک روپیہ

عشاق ساقی کوثر ۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے عشق ایمانی جانی و مالی قربانیوں کے ایمان پرور مقدس حالات جس کو پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا جوش اور خدمت اسلام کا شوق رگ رگ میں سما جائے ۔ ۱/۲۵

عربی آسان قواعد ۔ اس قواعد کو پڑھ کر بغیر استاد کی مدد کے معمولی اردو خواں عربی خواں بن جاتا ہے ۶۲ پیسے

مختصر نماز باترجمہ ۔ مقتدی اور ناواقف مسلمانوں کیلئے وضو، اذان، تکبیر، اقامت، نماز، تعداد رکعات، نماز کی ترکیب رکعات، سورتیں اور دعائیں ۔ نماز جنازہ باترجمہ اور نماز تراویح ہدیہ : فی کاپی ۱۰ پیسے

حیات النبیؐ ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل و مقدس حیات ۔ قیمت : ۱/۲۵

جوامع الکلم حصہ اول ۔ آٹھ سو احادیث کا بہترین باترجمہ انتخاب ہے جس کو ہر مکتبہ خیال کے بزرگ نے پسند فرمایا ۶۲ پیسے

بچوں کو اردو سکھانے کا بہترین نصاب ۔ جو بتیس سالہ تعلیمی تجربہ کے بعد نہایت کاوش سے تیار کیا گیا ہے اور مدرسہ ضیاء العلوم میں رائج ہے ۔

علیقۃ العرب ۔ جسکے پڑھنے والے انشاءاللہ تعالیٰ بلا دقت ایک سال کے قلیل عرصہ میں عربی دان بن جاتے ہیں ۔
حصہ اول ۴۴ پیسے، دوم ایک روپیہ، سوم ایک روپیہ ۸۸ پیسے

مکالمہ حقانی یہ کتاب اہل حق کے مذہب کو ثابت کرتی ہے اور اہل باطل کے عقائد باطلہ کا آئینہ ہے
ہدیہ صرف ۷۵ پیسے محصول ڈاک ۲۰ پیسے

تحقیق مذاہب جس میں حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر کئے ہوئے اعتراضات کا مکمل و مدلل جواب۔ رد بدعت میں اس سے بڑھ کر کتاب انشاءاللہ آپ نے اردو میں اب تک نہیں دیکھی ہوگی ۔ ہدیہ ۷۵ پیسے محصول ڈاک ۲۰ پیسے

اربعین بیابی جس میں نہایت مستند کتابوں سے چالیس مسئلے لکھ کر تمام بدعتوں اور شرکیہ رسموں کا استیصال کیا گیا ہے اور اہلسنت والجماعت کی حقانیت کو ثابت کیا گیا ہے
ہدیہ صرف ۶۲ پیسے محصول ڈاک ۲۰ پیسے

حقائق علم غیب جس میں نہایت صراحت و وضاحت و دیانت کے ساتھ تین سو آیات کریمہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے قرآنی واقعات، محدثین و فقہائے کرام رحمہم اللہ کے ارشادات اسلام کا حقیقی عقیدہ اور اہلسنت والجماعت کا صحیح مسلک ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا ہے ۔
ضخامت ۱۶۰ صفحات ہدیہ صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۲۰ پیسے

کفر و ایمان کی کسوٹی جن عقائد کفریہ اور خبیثہ سے علماء دیوبند کو متہم کیا جاتا ہے ان کی تردید انہی حضرات کی زبان و قلم سے ۔
ہدیہ صرف ۱۹ پیسے محصول ڈاک ۱۰ پیسے

اردو سکھانے کا بہترین نصاب

اردو قاعدہ	۲۵ پیسے	حیات الاولیاء	۱/-
ضیاء الاسلام حصہ اول	۳۱ "	زکوٰۃ و خیرات	-/۶۲
" " دوم	۷۵ "	ضروریات نماز	-/۳۱
" " سوم	۱/۳۱	نقشہ نعل مبارک	-/۳۱
" " چہارم	۱/۲۵	پیام امام علیہ السلام	-/۳۱
" " ششم	۱/۸۷	(محصول ڈاک ۲۰ پیسے ہر ایک کتاب پر)	

رقم پیشگی ملنے پر فوراً تعمیل ہوگی۔ تاجر حضرات کو اکھٹی کتابیں منگوانے پر کمیشن دی جائیگی۔

ناظم مکتبہ ضیاء العلوم فیض باغ لاہور

بچوں کا صفحہ

جواہر پارے

غلام عباس شادمانی بلوچ، لورالائی

دنیا کی حرص نہ کرنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی حرص نہ کرنے سے بھی دل کو چین اور بدن کو آرام ملتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اگر بہت سی بکریوں میں دو خونی بھیڑئے چھوڑ دئے جائیں جو ان کو خوب چیریں، پھاڑیں، کھائیں۔ اتنی بربادی ان بھیڑیوں سے بھی نہیں پہنچتی جتنی بربادی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

حرام مال کمانا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا، وہ بہشت میں نہ جائے گا۔ اور دوزخ ہی اس کے لائق ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کوئی کپڑا دس درہم کو خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے تن پر رہے گا اللہ تعالےٰ اس کی نماز قبول نہ کریں گے۔

(ف) ایک درہم چونی سے کم ہوتا ہے۔

دھوکہ دینا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہم لوگوں سے دھوکہ بازی کرے وہ ہم سے باہر ہے (خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکا ہو یا کسی اور معاملہ میں سب بُرا ہے)

مسلمان کا عذر قبول کرلینا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو قبول نہ کرے۔ تو ایسا شخص میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ آنے پائے گا۔

(ف) یعنی اگر کوئی تمہارا قصور کرے تو معاف کر دینا چاہیئے۔

خوش خُلقی اور بد خُلقی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ آلہ وسلم نے کہ خوش خلقی گناہوں کو اس طرح خراب کر دیتی ہے۔ جس طرح پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے اور بد خلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں زیادہ مجھ کو بُرا لگنے والا اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے دُور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق بُرے ہوں۔

کسی کو بے ایمان کہہ دینا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہہ دیے تو ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو اوّل وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے۔ وہ بھی بند کر لی جاتی ہے۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے۔ جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہُوا تو خیر، نہیں تو اس کہنے والے پر پڑتی ہے۔

(ف) بعض عورتوں کی بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار کی پھٹکار کہا کرتی ہیں، کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں۔ یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔

غصّہ کرنا

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنّت میں داخل کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصّہ مت کرنا یہ تیرے لئے بہشت ہے۔

خوشامد کرنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے دو منہ ہوں گے قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی آگ کی۔

(ف) دو منہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اِس کے منہ پر اُس کی سُنی کہہ دی اور اُس کے منہ پر اس کی سنی کہہ دی۔

غیبت کرنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص دنیا میں اپنے بھائی مسلمان کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کرے گا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کھایا تھا اب مردہ کو کھا۔ پس وہ شخص اس کو کھائے گا اور ناک بھوں چڑھاتا جائے گا اور غل مچاتا جائیگا۔

کتّا پالنا یا تصویر رکھنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس گھر میں کتّا یا تصویر ہو اس میں فرشتہ نہیں۔

(ف) یعنی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بچوں کے کھلونے جو تصویر دار ہوں وہ بھی منع ہیں۔

رشوت کی لعنت

رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

★

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ G۸/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام "ہفتہ وار خدام الدین" کی فوری توجہ کی ضرورت

ایجنٹ حضراتِ "ہفتہ وار خدام الدین" کی طرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر ادارہ کے لئے بڑی پریشانی کا موجب بنی ہوتی ہے۔ ایجنٹ حضرات کو بار بار اس تاخیر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے لیکن بالکل بے سود۔ سوائے چند ایک حضرات کے باقی صاحبان بلوں کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جو کچھ ادا کرتے بھی ہیں وہ رقم ان کے بل کی مجموعی رقم کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پرچہ کی کتابت، طباعت اور سٹاف وغیرہ کی تنخواہ کا انتظام کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے اور یہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ کیا ایجنٹ حضرات نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ بل ماہ بماہ وقت پر وصول نہ ہونے کی صورت میں رسالہ کی اشاعت کے اخراجات کس طرح پورے کئے جائیں؟

ایجنٹ حضرات اور قارئینِ کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار خدام الدین محض قال اللہ وقال الرسول کی آواز عام کرنے کی غرض سے شائع کرانا شروع کیا تھا کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی پوری رعایت رکھی تھی کہ خواص و عوام یکساں طور پر اس سے استفادہ کر سکیں چنانچہ اس کی قیمت صرف چار آنے تجویز فرمائی تھی۔ یہ قیمت ایجنٹوں کو کمیشن ادا کرنے کے بعد بصد مشکل اصل لاگت کو پورا کرتی ہے۔ صد افسوس ہے کہ اکثر ایجنٹ حضرات ادارہ کی ان مشکلات کی طرف سے غفلت کوشی سے کام لے رہے ہیں ان کا یہ طرزِ عمل ادارہ کیلئے کئی مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے اور پرچہ انتہائی مشکلات سے دوچار ہے۔ اگر ان کے اس مجرمانہ تغافل کے باعث پرچہ کو نقصان پہنچا تو وہ عند اللہ جواب دِہ ہونگے کہ انہوں نے دین کے کام میں روڑا اٹکایا۔

بقایا جات کی ادائیگی کی تاخیر کے لئے بعض ایجنٹ حضرات اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ قارئین کرام وقت پر ان کی رقوم ادا نہیں کرتے اس لئے قارئین کرام کی خدمت میں بھی ادارہ التماس کرتا ہے کہ اپنے اپنے شہر کے ایجنٹ کی رقم ماہ بماہ چُکا دیا کریں تاکہ وُہ بل کی رقم ادا کرنے میں کئی کئی ماہ تک خاموش نہ بیٹھے رہیں۔

ان حالات کے پیشِ نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے ایک دفعہ پھر درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات زیادہ سے زیادہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء تک ادا کر دیں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ ورنہ یکم نومبر ۱۹۶۹ء سے پرچہ کی ترسیل بند کر دی جائے گی اور بقایا جات کی وصولی کے لئے چارو ناچار قانونی کارروائی کرنی پڑیگی۔ امید ہے کہ ایجنٹ حضرات اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں گے اور ادارہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں گے۔ ورنہ ۳۱ نومبر ۱۹۶۹ء کے بعد ان کے نام رسالہ میں شائع کر دئے جائیں گے۔

★ ——— مینجر ہفت روزہ خدام الدین

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا